پندرہ روزہ

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت: ۵۰ سینٹ

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ
۲۵ مئی ۱۹۸۲ء

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

جلد: ۱۱
شمارہ: ۵

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے ۔ اقبال

شاہی قلعہ لاہور کا تشدد خانہ

[illegible]

Newsmagazine of the Islamic movement

Crescent
INTERNATIONAL

From Marrakesh to Indonesia, Muslims have been parcelled out into nation-States; for many Muslims, the cages of nationalism have become more sacrosanct than their commitment to Islam.

The *Crescent International* has set out to serve the global Islamic movement.

Some of the topics covered in June 1-15, 1982 issue:

'Southern question' continues to keep the **Sudan** firmly on a secular path •The suicide pact of **Saddam** and **Ba'athism** •**Pakistan** heading for an ultra-pious polity with **'Islamic democracy'** How the **Muslims** of **Mozambique** were pushed into the back seat •**Afghanistan** issue to legitimize **Soviet** aggression•**Superpowers** and their clients out to subvert the Law of the Sea Treaty •**Baluch** nationalism: making a mountain out of a mole hill ?

RATES: $17.00 for one year $30 for two years

To subscribe, write to:
Crescent International

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario, Canada M2H 2P6
Phone: (416) 494-1989 or 493-4374 Telex: 06-986766 Tor. Crescent

Please enter my subscription for the *Crescent International* for one/two year(s).

Name: ....

Address: ....

....

....

Date: .... Phone: ....

برطانیہ میں صرف ۲ لاکھ ۸۰ ہزار پاکستانی آباد ہیں

بیرونی ممالک سے آکر برطانیہ میں آباد ہونیوالوں کی مجموعی تعداد ۳۲ لاکھ ہے

لندن — برطانیہ کی آبادی کا ایک فیصد حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو برطانیہ سے باہر پیدا ہوئے۔ ان میں سے نصف کا دولت مشترکہ اور پاکستان سے تعلق ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق برطانیہ میں آباد ایسے لوگوں کی مجموعی تعداد جو برطانیہ سے باہر پیدا ہوئے صرف ۳۲ لاکھ ہے۔ ان میں سے ۲۴ لاکھ افراد کا تعلق دولت مشترکہ کے ممالک اور پاکستان سے ہے۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق دولت مشترکہ اور پاکستان کے برطانیہ میں آباد باشندوں میں اب تک صرف ساڑھے تین لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔ ۸۵ ہزار مکانات کے سروے کے مطابق ان میں ۱۵ فیصد سفید فام لوگ آباد ہیں۔

آبادی کے اعداد و شمار کے مطابق برطانیہ میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد اس طرح ہے بھارتی ... ویسٹ انڈیز ... پاکستانی ... مخلوط نسل کے لوگوں کی تعداد ... ہے ان میں سے تین چوتھائی برطانیہ میں پیدا ہوئے اور بیشتر کی عمر ۱۶ سال سے کم ہے۔ دولت مشترکہ کے ممالک اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ... لاکھ ... ہزار میں سے ۲ لاکھ ۳۰ ہزار افراد اپنے مکانات میں رہتے ہیں برطانیہ میں پیدا ہونے والے ۹۰ فیصد بھارتی، پاکستانی اور بنگلہ دیشی بچے ۱۶ سال سے کم عمر کے ہیں جبکہ باقی دس فیصد کی عمر ۱۶ اور ۲۹ سال کے درمیان ہے۔

ایرانی فوج عراقی حدود تک پہنچ گئی، خرم شہر کے قریب گھمسان کی جنگ

حسینیہ کے قریب ۳ سو مربع کلو میٹر کا علاقہ آزاد کرا لیا

ایرانی پرچم لہرا دیا گیا (ریڈیو تہران) ہم نے حملہ روک لیا۔ عراق کا دعویٰ

تہران — ...

پاکستان کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر ڈیوٹی فری شاپ قائم کی جائیں گی

کراچی — ...

فاک لینڈ پر بحران کی وجہ سے پاکستانی دالوں کی مانگ میں اضافہ

کراچی — ...

زچگی کے موقع پر مرد ڈاکٹروں کی موجودگی کا طریقہ ختم کرانے کے لئے عدالت میں مقدمہ

کراچی — ...

پی آئی اے مصروف ترین فضائی کمپنی بن گئی

کراچی — ...

نوابزادہ نصراللہ کی نظر بندی میں توسیع

مظفر گڑھ — ...

ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کے پاکستانی ملزمان کو امریکی عدالت نے بری کر دیا

واشنگٹن — ...

SEND OFF THIS COUPON NOW

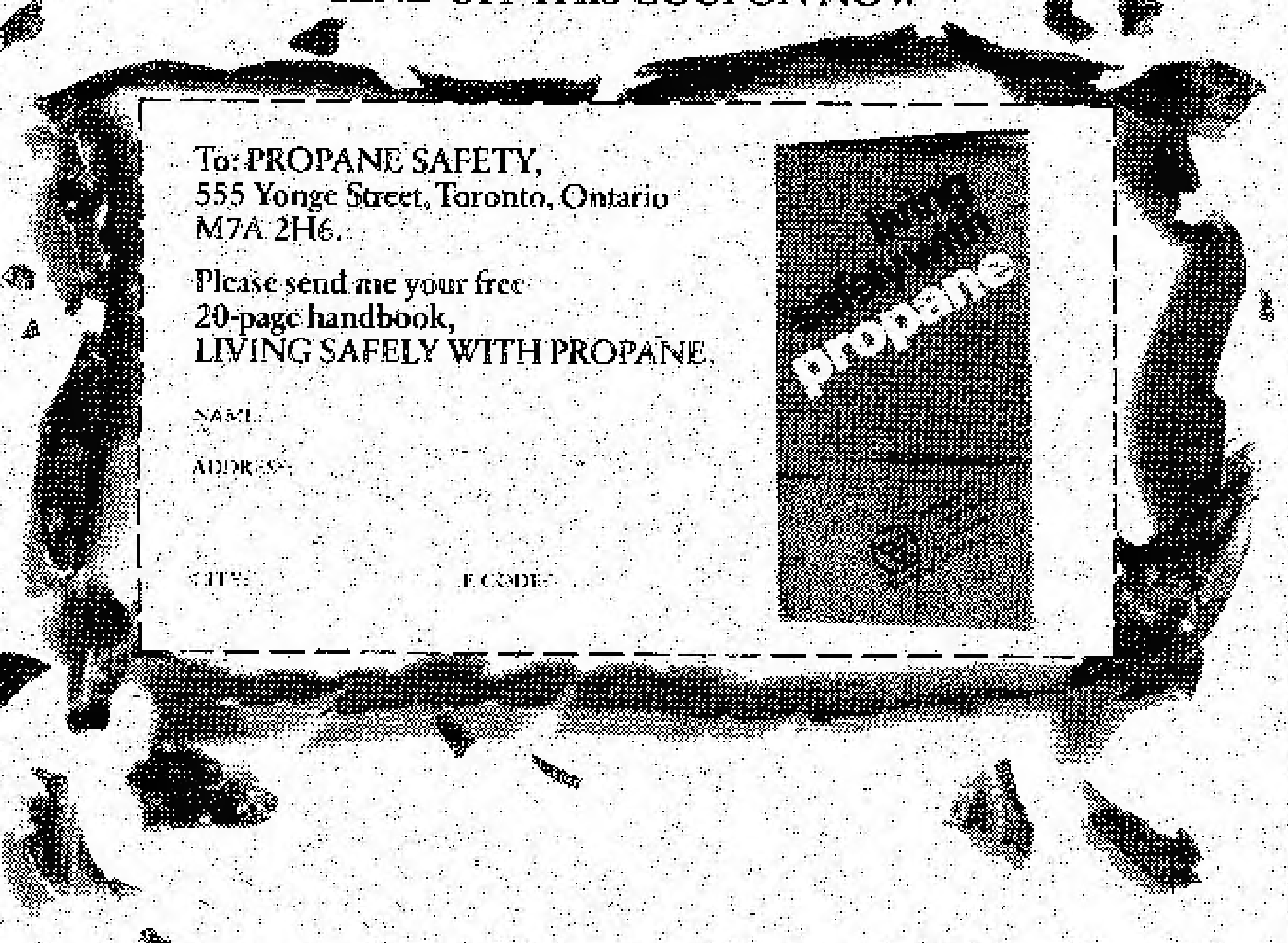

DON'T LET YOUR WEEKENDS GO UP IN SMOKE!

پروپین گیس سے ... کو سال میں ایک بار لازماً صاف کرنا چاہیئے اور باقاعدہ احتیاط رکھنی چاہیئے

پروپین گیس ... سلنڈر کو ہمیشہ گھر سے باہر رکھا جانا ہے اور ہر دس سال بعد اس کا باقاعدہ معائنہ کیا جانا چاہیئے۔

انٹاریو حکومت۔ عوام کی خدمت کیلئے کوشاں

Ministry of Consumer and Commercial Relations

Ontario

Robert Elgie M.D., Minister

William Davis, Premier

اسمبلیوں کے امیدواروں کے کردار کی جانچ پڑتال کی جائے گی : صدر ضیا

یہ کام علماء اور اکابرین علاقہ کریں گے

سیاسی جماعتوں کے کردار کے بارے میں تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا

حسنی مبارک کے نام میاں طفیل کا پیغام مبارکباد

ڈاکٹر اسرار احمد نے وفاقی مجلس شوریٰ سے استعفیٰ دیدیا

شوریٰ نامزد پارلیمنٹ بن گئی ہے : صدر ضیاء کو خط

میری تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیاں بھی متاثر ہو رہی تھیں

مئی کے آخر تک مطالبات منظور نہ ہوئے تو محنت کش ہڑتال کر دیں گے

کل پاکستان ٹریڈ یونین کانفرنس کی قرارداد، پی آئی اے کے چیئرمین کو ہٹایا جائے : شفیع ملک

پی آئی اے کے چیئرمین معاملات کو الجھانے کی کوشش نہ کریں : عباس باوزیر

رسول بخش تالپور دل کے دورے سے جانبر نہ ہو سکے

انتقال کی خبر ملتے ہی ہزاروں افراد مرحوم کے گھر پہنچ گئے

کھوکھراپار سرحد کی بابت بھارتی سفارتخانے کی تردید

کراچی میں ۴۰ کروڑ روپے سے ۳ ہزار ٹیلی فون لائنیں فراہم کرنے کا منصوبہ

شہر کے ایکسچینجوں میں توسیع کی جا رہی ہے

شہر کی سڑکوں پر ۱۳ افراد کو زندہ جلا دیا گیا

انتہا پسند ہندو فرقہ، بچوں کے اغوا میں ملوث تھا

روس کو جنگ کے ذریعے شکست دے کر ہی مجبور کیا جا سکتا ہے : مجددی

بھارت منہ توڑ جواب دے گا : اندرا

پاکستان نے یہودی برادری کا احتجاج مسترد کر دیا

وفد کے ساتھ اسرائیلیوں کے عالمی اتحاد کا ڈپٹی سیکرٹری جنرل پاکستان آ رہا تھا

جیرا اور اسرائیل کی آمد سے پاکستان اور افغان مہاجرین مشتعل ہو گئے

ماحول خوشگوار ہو جائے تو بھارت عدم جارحیت کے معاہدے پر بات چیت کر یگا : اندرا

پاکستان پر ایٹمی ہتھیار بنانے کا الزام

• حلال گوشت • حلال مرغیاں

اور تازہ ترین سبزیاں ہر روز حاصل کر سکتے ہیں

الفلاح

ALFLAH GROCER
2783 Dundas St. West
Toronto. Tel.762-1633

شاہ کباب نہ ویکھے تے کی ویکھے ؟

حلال گوشت سے تیار شدہ گرما گرم ذائقہ دار

لذیذ کباب، چکن تکہ اور

کڑاہی گوشت | پلاؤ | بریانی

اس کے علاوہ نفیس مٹھائیاں

MANZIL RESTAURANT
Sweets & Snacks
1431 GERRARD ST. EAST TORONTO, ONT.
Tel. 466-5824
KHALID BUKHARI & BROTHERS

پندرہ روزہ
الہلال
ٹورانٹو کینیڈا

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (القرآن)

قوم کو تفصیل سے آگاہ کیجئے!

سیاسی حلقوں میں اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ صدر ضیاء الحق نے آخرکار انتخابات کے لئے حالات کے سازگار ہونے کی مدت کا تعین کر دیا ہے۔ انہوں نے امریکی اخبار لاس اینجلس ٹائمز کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان میں انتخابات کے لئے حالات ۹ ماہ سے ۱۰ ماہ کی مدت میں سازگار ہو جائیں گے۔ صدر نے انتخابات کے انعقاد کی کوئی تاریخ تو نہیں بتائی تاہم حالات سازگار ہونے کے بعد انتخابات میں مزید تاخیر کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ ملک کا آئندہ سیاسی ڈھانچہ کیا ہوگا اور مسلح افواج کا اس میں کیا کردار ہوگا۔ صدر ضیاء الحق ان امور کا فیصلہ کر چکے ہیں تو ان کا اعلان بھی جلد ہو جانا چاہئے۔ پاکستان کے عوام اور سیاسی حلقوں کے لئے ایسی خوشخبریوں کا انکشاف غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی جانب سے ہو تو کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ کیا باہر کی دنیا کو مطمئن کرنا، پاکستانی قوم کو مطمئن کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ صدر کو یقین ہے کہ مستقبل قریب میں حالات سازگار ہو جائیں گے۔ لہٰذا انہیں اب اپنے سیاسی، آئینی اور انتخابی منصوبے کا بالتفصیل باقاعدہ اعلان کر دینا چاہئے۔ اس سے حالات کو سازگار کرنے میں مزید مدد ملے گی۔ حکومت حالات کو سازگار بنانے کا فیصلہ کرے اور اس مقصد کے حصول کے لئے مطلوبہ اقدامات بھی کرے تو حالات کا سازگار ہونا آخر دشوار نہیں رہتا۔ صدر ضیاء نے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے اور ان کی کابینہ کے چند وزراء نے حال ہی میں سیاسی اور جمہوری نظام کی بحالی کی جانب جو اشارے کئے ہیں ان سے یہی گمان اور خوش فہمی پیدا ہوتی ہے کہ جمہوریت کی منزل بہت زیادہ دور نہیں ہے۔ خدا صدر کو اپنے نیک ارادوں میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طلبہ پر تشدد بند کیا جائے

جمعرات کا دن لاہور میں طالب علموں کے خلاف پولیس کی کارروائی کا بدترین دن تھا۔ پولیس کا ایک بھاری دستہ اے ایس پی کی قیادت میں ڈپٹی مجسٹریٹ اور پرنسپل سے اجازت حاصل کئے بغیر ایم اے او کالج کے دروازے توڑ کر اندر گھسا اور پھر اس نے طالب علموں، اساتذہ اور کالج کے عملے کو ایسی بے رحمانہ اور ظالمانہ کارروائی کا نشانہ بنایا کہ موجودہ دور میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ البتہ اس سے بھٹو حکومت کے زمانے کی پولیس کارروائیوں کی یاد ضرور تازہ ہو گئی۔

ایم اے او کالج کے کچھ طالب علم چہار دیواری کے اندر اپنے ساتھیوں کی رہائی کے حق میں نعرے لگا رہے تھے کہ پولیس کی بھاری جمعیت بند آہنی دروازے کو توڑتی ہوئی اندر گھسی اور وحشیانہ لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ آنسو گیس بھی بے تحاشا استعمال کی گئی۔ پولیس نے کالج سے متصل دو ہاسٹلوں پر بھی حملہ کیا۔ کمروں اور دروازوں کی کھڑکیاں توڑ دی گئیں۔ وہاں مقیم طلباء کی گھڑیاں اور نقدی چھین لی گئی۔ پولیس ایک پروفیسر کے گھر میں داخل ہوئی اور خواتین سے طلائی زیورات چھین لے گئی۔ خواتین کی توہین کی گئی۔ پولیس پرنسپل کے گھر میں بھی گھسی۔ ملازم کو مارا اور ان کے اہل خانہ کو گالیاں دیں۔ طالب علموں کے علاوہ تین اساتذہ اور دو کلرکوں کو بھی مارا پیٹا گیا۔ ایم اے او کالج اور اس کے ہاسٹل میں پولیس کی یہ دہشت گردی اور توڑ پھوڑ کوئی دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اور تقریباً دو سو طالب علموں کو حراست میں لے لیا گیا۔ پولیس نے ایسے ظلم و تشدد کا مظاہرہ کیا کہ ایم اے او کالج کے قریب بس اسٹاپ پر کھڑی ہوئی عورتیں رو پڑیں۔

گزشتہ ہفتے لاہور کے ایک اخبار کے دفتر میں طالب علموں کی توڑ پھوڑ کے بعد پکڑ دھکڑ اور سزاؤں کا سلسلہ شروع ہوا تھا اس پر احتجاج کرنے کے لئے متعدد شہروں اور خصوصاً لاہور میں طالب علموں کے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ان مظاہروں کے دوران پولیس کے ساتھ ان کی جھڑپیں ہوتی رہی ہیں۔ پولیس نے احتجاجی مظاہروں کو پوری قوت سے کچلنے کی کوشش کی ہے لیکن جمعرات کے دن ایم اے او کالج میں جو کچھ ہوا وہ پولیس کے ہاتھوں وحشت و بربریت کی بدترین مثال ہے۔ بند آہنی دروازوں کے پیچھے کالج کے اندر نعرے لگانے والے طالب علموں کے خلاف پولیس ایکشن کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ طالب علموں کی بڑی تعداد امتحان دینے میں مصروف تھی اور پھر کالج کے اساتذہ، عملے، اساتذہ کے اہل خانہ اور ہاسٹل میں مطالعے میں مصروف طالب علموں کا کیا قصور تھا کہ انہیں گھروں اور ہاسٹل میں گھس کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ پولیس کو زیورات اور نقدی چھیننے اور چرانے کی اجازت کس نے دی؟

روزنامہ جسارت کراچی

حضرت علیؓ کا اہم خطبہ

تم کو ان لوگوں میں نہ ہونا چاہئے جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔ جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں۔ اگر دنیا انہیں ملے تو سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں ملا ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو باقی رہا اس کے اضافے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ دوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں ایسی باتوں کا جنہیں خود بجا نہیں لاتے۔ نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر ان کے سے اعمال نہیں کرتے۔ اور گنہگاروں سے نفرت و عناد رکھتے ہیں حالانکہ وہ خود ان ہی میں داخل ہیں۔ اپنے گناہوں کی کثرت کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں مگر جن گناہوں کی وجہ سے موت کو برا سمجھتے ہیں انہیں پر قائم ہیں۔ اگر بیمار پڑتے ہیں تو پشیمان ہوتے ہیں اور تندرست ہوتے ہیں تو مطمئن ہو کر کھیل کود میں پڑ جاتے ہیں۔ جب بیماری سے چھٹکارا پاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں اور مبتلا ہوتے ہیں تو ان پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ جب کسی سختی اور ابتلا میں پڑتے ہیں تو لاچار و بے بس ہو کر دعا مانگتے ہیں اور جب فراخ دستی نصیب ہوتی ہے تو فریب میں مبتلا ہو کر منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا نفس خیالی باتوں پر انہیں قابو میں لے آتا ہے اور وہ یقینی باتوں پر اسے نہیں دبا سکتے۔ دوسروں کے لئے ان کے گناہ سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اپنے لئے اپنے اعمال سے زیادہ جزا کے متوقع رہتے ہیں۔ اگر مالدار ہو جاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں اور فتنہ و گمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور اگر فقیر ہو جاتے ہیں تو ناامید ہو جاتے ہیں اور سستی کرنے لگتے ہیں۔ جب عمل کرتے ہیں تو اس میں سستی کرتے ہیں اور جب مانگنے پر آتے ہیں تو اصرار میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اگر ان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے تو گناہ کو جلد کر گزرتے ہیں اور توبہ کو تعویق میں ڈالتے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو اسلام کی جماعت کے خصوصی امتیازات سے الگ ہو جاتے ہیں۔ عبرت کے واقعات بیان کرتے ہیں مگر خود عبرت حاصل نہیں کرتے اور وعظ و نصیحت میں زور باندھتے ہیں مگر خود اس نصیحت کا اثر نہیں لیتے۔ چنانچہ وہ بات کرنے میں تو اونچے رہتے ہیں مگر عمل میں کم ہی کم۔ فانی چیزوں میں نفسی نفسی کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ وہ نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع خیال کرتے ہیں۔ موت سے ڈرتے ہیں مگر فرصت کا موقع نکل جانے سے پہلے اعمال میں جلدی نہیں کرتے۔ دوسرے کے ایسے گناہ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جس سے بڑے گناہ کو خود اپنے لئے چھوٹا خیال کرتے ہیں اور اپنی ایسی اطاعت کو زیادہ سمجھتے ہیں جسے دوسرے سے کم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگوں پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے نفس کی جھوٹی چکنی چپڑی باتوں سے تعریف کرتے ہیں۔ دولتمندوں کے ساتھ طرب و نشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے۔ اپنے حق میں دوسروں کے خلاف حکم لگاتے ہیں لیکن کبھی یہ نہیں کرتے کہ دوسروں کے حق میں اپنے خلاف حکم لگائیں۔ اوروں کو ہدایت کرتے ہیں اور اپنے کو گمراہی کی راہ پر لگاتے ہیں۔ وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں۔ حق پورا وصول کر لیتے ہیں مگر خود ادا نہیں کرتے۔ وہ اپنے پروردگار کو نظرانداز کر کے مخلوق سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے۔ —— حضرت علیؓ

پہلی شرط

ماہر مسعود

جناب پوپ پال نے وینکوور سٹی میں ۵۰ ہزار افراد سے خطاب کرتے ہوئے کیسی عجیب بات کہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی انسان، ملک یا حکومت سچائی اور آزادی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جناب پوپ پال کا یہ بیان اتنا خوبصورت اور فکر انگیز تھا کہ اسے پڑھ کر میں گہری سوچ میں ڈوب گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔

میں نے کہا: "آپ نہایت مقدس انسان دکھائی دیتے ہیں۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا آپ ہی پوپ پال ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "ہاں، یہ میں ہی ہوں۔"

میں نے پھر سوال کیا: "کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ سچائی کیا ہے؟"

"سچائی آپ کے ضمیر کی آواز کا نام ہے۔"

"اور ضمیر کیا ہے؟"

"ایک سچائی جو آپ کے باطن میں موجود ہے۔"

"یعنی سچائی اور ضمیر ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔"

"ہاں سچائی کا چہرہ جب دھندلا ہو جاتا ہے اور اس کی پہچان دشوار ہو جاتی ہے تو ہم اسے اپنے ضمیر کی آواز سے پہچانتے ہیں۔"

"کیا آج سچائی کا چہرہ دھندلا نہیں ہو گیا ہے؟"

"ہاں ہو گیا ہے۔"

"کیا دنیا اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہے؟"

"سچائی کا چہرہ دھندلا ہونے کے باوجود دنیا اسے پہچانتی ہے!"

"تو پھر سچائی کو اپناتی کیوں نہیں؟"

"سچائی کو پہچاننا آسان ہے لیکن اپنانا بہت دشوار ہے۔"

"کیوں دشوار ہے؟"

"انسان اور سچائی کے درمیان جھوٹ، گناہ اور منافقت کی دیوار کھڑی ہو گئی ہے۔"

"یہ دیوار کیسے گرے گی؟"

"جب انسان جھوٹ، گناہ اور منافقت سے نفرت کرنے لگے گا۔"

"یہ نفرت کیسے پیدا ہوگی؟"

"خداوند خدا سے محبت کے نتیجے میں ایسا ہوگا۔"

"اور خداوند خدا سے محبت کیسے پیدا ہوگی؟"

"جب انسان کے نزدیک دنیا اور اس کے مفادات حقیر ہو جائیں گے۔"

"انسان کی نگاہوں میں اس کے مفادات کب حقیر ہوں گے؟"

"جذبۂ قربانی سے!"

"وہ کس طرح؟"

"جب انسان اپنے ہاتھوں سے اپنے نفس کا اور اپنے مفادات کا گلا گھونٹ دے گا اور جذبۂ قربانی سے کام لے گا تو سارے مفادات حقیر ہو جائیں گے اور خداوند خدا کی محبت ظہور کرے گی۔"

"یا پوپ پال! آزادی کیا ہے؟"

"وجود پر کسی خارجی دباؤ کا نہ ہونا آزادی ہے۔"

"اور غلامی؟"

"آزادی کا نہ ہونا ہی غلامی ہے!"

"کیا آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے؟"

"یقیناً یہ اس کا پہلا اور بنیادی حق ہے۔"

"کیا آزادی دنیا کے تمام انسانوں کا بنیادی حق ہے؟"

"ہاں تمام انسانوں کا!"

"یا پوپ پال! تو پھر آپ صرف پولش قوم کے لئے آزادی کا حق کیوں مانگتے ہیں؟"

"میں نے صرف پولش قوم کی آزادی کا حق طلب نہیں کیا، میں نے عمومی بات کی ہے۔"

"بیت المقدس کے اخبار پڑھتے ہوئے برسہا برس گزر گئے لیکن میں نے آج تک فلسطینی عوام کی آزادی کے لئے آپ کا کوئی بیان کیوں نہیں پڑھا؟"

"میں اس عرصہ میں بہت مصروف رہا، پولش قوم کی آزادی کا مسئلہ بے حد اہم تھا!"

"آپ عہد انصاف پسند ہیں لیکن مسلمانوں کے قبلۂ اول بیت المقدس پر ایک یہودی کی فائرنگ پر بھی آپ خاموش رہے۔ ایسا کیوں ہے؟"

"ہاں میں خاموش رہا!"

"کیا اس لئے کہ یہودی اور عیسائی دوست ہیں؟"

"نہیں عیسائی اور مسلمان بھی باہم دوست ہیں۔"

"تو پھر آپ خاموش کیوں رہے؟"

"پوپ تمام عمر خاموش رہتے ہیں!"

"کیا اگر کوئی یہودی کسی چرچ پر گولیاں برسائے تو بھی آپ چپ رہیں گے؟"

"آپ کے سوالات تنگ کر رہے ہیں۔"

"یا پوپ! کیا کوئی انسان، ملک یا حکومت سچائی کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے؟"

"نہیں، ہرگز نہیں!"

"تو پھر ہم کیسے زندہ ہیں! ہم جو سچائی کو پہچانتے ہیں لیکن چپ رہتے ہیں۔"

"براہ کرم چپ ہو جائیے!"

"کیا میں ہمیشہ کے لئے چپ ہو جاؤں گا؟"

"نہیں، جب اپنے مفاد میں آپ کا بولنا ناگزیر ہو جائے تو پھر بولئے۔"

"کیا اس طرح میں پوپ تو نہیں بن جاؤں گا؟"

یہ سن کر پہلی بار پوپ پال کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور میں جاگ گیا!

نور بصیرت

میاں عبد الرشید

جاں فروش اور ایماں فروش

جب مرہٹوں نے اطراف ہند کو تہس نہس کر دیا اور مسلمانوں پر جینا دشوار کر دیا۔ نہ ان کی عزت محفوظ رہی نہ جان نہ مال۔ تو شاہ ولی اللہ نے احمد شاہ ابدالی فرمانروائے افغانستان کو ایک طویل اور درد ناک خط لکھ کر ہندوستان آنے اور یہاں کے مسلمانوں کو بچانے کی دعوت دی۔ اس میں ایک فقرہ ہے کہ "ہم محمد رسول اللہ کو سفارشی لاتے ہیں"۔ ابدالی نے یہ خط پڑھتے ہی حملہ کا منصوبہ بنایا۔ اور یہاں پہنچ کر مرہٹوں سے فیصلہ کن لڑائی کرنے سے پہلے اطراف ہند کے مسلمان سرداروں سے رابطہ قائم کیا۔ ان میں سے ایک شخص ابراہیم گاردی بھی تھا جو مرہٹوں کے توپخانے کا انچارج تھا۔ بہت سے مسلمان سردار ابدالی سے آملے۔ مگر ابراہیم گاردی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مرہٹوں کا نمک کھایا ہے انہیں چھوڑ نہیں سکتا۔

اکتوبر ۱۷۶۰ء سے جنوری ۱۷۶۱ء تک ابدالی اور بسواس راؤ مرہٹہ کی لڑائیاں جاری رہیں۔ آخری معرکے میں بسواس راؤ اور اس کے ہزاروں ساتھی کام آئے۔ ابدالی نے ہندوؤں کی لاشوں کو ان کے مذہب کے مطابق جلوا دیا۔ مسلمان شہداء پورے احترام سے دفن ہوئے۔ پھر قیدی پیش ہوئے۔ ان میں ابراہیم گاردی بھی تھا۔ ابدالی نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہنے لگا: جاں فروش سپاہی ہوں، آپ جاں بخشی کریں گے تو اسی طرح حق نمک ادا کروں گا۔

ابدالی نے کہا: "جاں فروشوں کی جاں بخشی تو ہو سکتی ہے، لیکن ایماں فروشوں کی نہیں ہو سکتی۔" اس کے بعد حکم دیا کہ اس مرتد کو میری آنکھوں سے دور کر دو۔ چنانچہ اسے تہ تیغ کر دیا گیا۔

ابدالی چاہتا تو یہاں اپنی سلطنت قائم کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنے جہاد کو محض رضائے الٰہی کے لئے رکھا اور یہ پسند نہ کیا کہ اس کا ثواب سلطنت کے خیال سے آلودہ ہو۔ چنانچہ وہ مرہٹوں کا زور توڑ کر یہاں سے واپس چلا گیا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی!

ذکر ایک تصنیف لطیف کا جو لطیف کم اور لطیفہ زیادہ ہے

لاؤ تو قتل نامہ مرا، میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

اس مشہور شعر کو جب سے فیض صاحب نے اپنی ایک نظم "لاؤ تو قتل نامہ مرا" میں شامل کیا ہے، لوگ یہ جاننے کے لیے بے تاب ہیں کہ سرِ محضر کس کس کی مہر لگی ہوئی ہے۔ سنا ہے پچھلے دنوں فیض صاحب جب کراچی آئے تھے تو بعض عقیدت مندوں نے ان سے مہر لگانے والوں کے نام پوچھے تھے۔ اس کے جواب میں فیض صاحب حسبِ عادت مسکرا دیئے تھے۔ ظاہر ہے کہ صرف مسکرا دینے سے تو اس قسم کے سنجیدہ مسائل حل نہیں ہوتے، بلکہ اس طرح تو غلط فہمیاں بڑھ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بہرحال فیض صاحب کے مسکرانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب اُن کے عقیدت مند ایک دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ پہلے ہی وہ ایک دوسرے کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، جس کا ایک اعلیٰ ثبوت وہ معرکہ آرائی ہے جو ڈاکٹر ایوب مرزا اور احمد فراز کے درمیان ہوئی۔ وہ گھمسان کا رن پڑا کہ صاحب خانہ کے تمام برتن شکستہ اور مہمان شکستہ خاطر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ بے نیفی میں احمد فراز کو فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے اعلان کیا کہ آج ڈاکٹر ایوب مرزا کا تخلص نشیب تجویز کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ فیض پرستی کی راہ میں کیا کیا نشیب و فراز آتے ہیں۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ سرِ محضر کس کس کی مہر لگی ہوئی۔ صورتحال کی نزاکت اور اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اس معاملے میں ہم جو کچھ جانتے ہیں، اُسے ظاہر کر دیا جائے تاکہ مستقبل کا ادبی مورخ جب اس عصر کے بارے میں کچھ لکھے تو اسے مہر لگانے والوں کے نام معلوم ہوں۔ ہم نے اس محضر کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس پر بے شمار چھوٹی چھوٹی مہریں ہیں لیکن تین خاصی بڑی بڑی ہیں۔ ان میں سے پہلی مرزا ظفر الحسن کی ہے، دوسری ڈاکٹر ایوب مرزا کی اور تیسری جو حال ہی میں ثبت کی گئی ہے، عبداللہ ملک کی ہے۔ ایک عدد انگوٹھے کا نشان بھی ثبت ہے جو کسی ایسے ایڈیٹر کا ہے جس نے کسی زمانے میں اپنے رسالے کا فیض نمبر شائع کیا تھا۔

مہریں لگانے والے حضرت فیض کے خاص الخاص عقیدت مند ہیں۔ مرزا صاحب کی کتابیں لکھ کر فیض کے اسباب بنا چکے ہیں۔ ڈاکٹر ایوب مرزا کی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے اور دوسری زیرِ تحریر ہے۔ عبداللہ ملک اس وادی میں نو وارد ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں "لاؤ تو قتل نامہ مرا" کے نام سے فیض کے بارے میں ایک کتاب شائع کی ہے، اور اسی لئے انہوں نے مذکورہ محضر پر اپنی مہر سب سے آخر میں ثبت کی ہے۔ فیض صاحب پر کتابیں لکھنے والوں نے اُن کی کردار کشی کی جو مہم شروع کر رکھی ہے، اُسی سے متاثر ہو کر فیض صاحب نے وہ نظم لکھی تھی جس کا ذکر ہم نے اوپر کی سطور میں کیا ہے۔

اس کالم میں مرزا صاحب کا ذکر تو بطور جملہ معترضہ آ گیا ہے، اس وقت ہمارا مقصد عبداللہ ملک کی کتاب "لاؤ تو قتل نامہ مرا" کو متعارف کرانا ہے، تاکہ فیض صاحب کے عقیدت مندوں کو یہ معلوم ہو کہ اُن کی تفریحِ طبع کے لئے ایک اور کتاب شائع ہو گئی ہے۔ یہ کتاب فیض صاحب کی ستر سالہ سالگرہ پر مرتب کی گئی تھی اور اب بہترویں سالگرہ پر شائع ہوئی ہے، کیوں شائع ہوئی ہے؟ اس راز سے صرف عبداللہ ملک ہی پردہ اٹھا سکتے ہیں کہ کتاب شائع کرنے کا بوجھ بھی انہوں نے ہی اٹھایا ہے۔ سرورق پر ملک صاحب کا نام اس طرح لکھا ہے جیسے یہ اُن کی تصنیف لطیف ہو لیکن یہ تصنیف لطیف سے زیادہ لطیفہ معلوم ہوتی ہے کہ محض جمع و ترتیب کا کام ہے۔ فیض سے متعلق جو چیز جس حالت میں نظر آئی اسے اُسی حالت میں شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے انواع و اقسام کے کاغذی پھولوں کا گلدستہ ہے۔ فیض کے خطوط ہیں، مضامین ہیں، نظمیں غزلیں ہیں۔ فیض کے بارے میں دوسروں کے چند مضامین اور نظمیں بھی ہیں۔ چند تصویریں بھی ہیں جن میں عبداللہ ملک صاحب واضح طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ بغور دیکھنے سے ان تصویروں میں فیض صاحب بھی نظر آ جاتے ہیں۔

فیض شناسی کے سلسلے میں مرزا ظفر الحسن کی خدمات کے اعتراف کے طور پر عبداللہ ملک نے اس کتاب کا انتساب مرزا صاحب کے نام کیا ہے۔ ہماری رائے میں صرف انتساب سے خدمات کا اعتراف نہیں ہو سکتا، چاہیے تو یہ تھا کہ اس کتاب پر مرزا صاحب کا نام بطور مرتب و مؤلف درج کیا جاتا کہ یہ کتاب اُسی اعلیٰ معیار کی ہے جس اعلیٰ معیار کی کتابیں مرزا صاحب لکھتے رہتے ہیں۔

فیض کے خطوں میں کوئی خاص بات نہیں سوائے اس کے کہ کتابت کی غلطیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی وجہ سے بعض جگہ عبارتوں کی معنویت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم یہ کہنا بجا نہ ہو گا کہ ان خطوں میں دو چار کام کی باتیں بھی مل جاتی ہیں۔ مثلاً عبداللہ ملک نے اپنے رسالے "احتساب" کا پہلا شمارہ فیض صاحب کو بھیجا تو فیض صاحب نے لکھا "کچھ چیزیں غیر ضروری محسوس ہوئیں۔ لیکن آپ اپنا بھلا بُرا مجھ سے بہتر سوچتے ہیں۔" اور اب ملک صاحب نے زیرِ بحث کتاب شائع کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ فیض کا بُرا بھلا بھی فیض صاحب سے بہتر سوچتے ہیں۔

عبداللہ ملک کا ایک مقالہ "فیض کا فلسفۂ وطنیت" کے نام سے اس کتاب میں شامل ہے، خیال تھا کہ موصوف کوئی فکر انگیز بحث چھیڑیں گے۔ لیکن عنوان کے بعد پورے چوبیس صفحات میں فیض کے مطبوعہ خطوط کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ یہی حال دوسرے مضامین کا ہے کہ عنوان کی حد تک خاصے فکر انگیز ہیں۔ فیض کی شاعری پر ایک مقالہ کا

> فیض کا ملک
> سے باہر رہنا
> "ہوسِ سیر و تماشا"
> کی خاطر ہے

مضمون پہلی مرتبہ ہماری نظر سے گزرا ہے۔ شاید یہ اُس کتابچے کی واحد غیر مطبوعہ تحریر ہے۔ اگر ان تحریروں کو غیر مطبوعہ ہی رہنے دیا جاتا تو بہتر تھا کیونکہ بعض چیزیں محض اس وجہ سے اہمیت حاصل کر لیتی ہیں کہ ان کی اشاعت عمل میں نہیں آتی۔ یہ مضمون گمراہ کن ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کے دو اقتباسات سے ہو سکتا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ فیض کی شاعری میں داروغوں کا جو تصور پایا جاتا ہے اس کا خالق ان کا جبت ویسے ہے اور مصوف کے ایک نقشے کی بجائے اس کے لئے ایک اُنس مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔" (صفحہ ۱۴۳)

"فیض صاحب! آپ کتنے خوش نصیب ہیں۔ گرد شیں اور ثنا چاہتے ہیں۔ میں کتنا بد نصیب ہوں کہ چاہتا ہوں کہ آپ میں اور وطن میں فاصلہ گھٹے تو ٹھیک ہے۔" (صفحہ ۱۴۸)

معلوم نہیں انہیں فیض کو فیض کے وطن سے باہر رہنے ... راز اُن ہی پہ ہے۔ آخر میں بتر یہ کہ کلام تو فیض کی موجودگی میں بہتر طور پر ہو سکتا ہے۔

فیض پر جو نظمیں اس کتاب میں شامل ہیں ان سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ فیض جلاوطنی کر دیئے اور وہ وطن آنے کے لئے تڑپ رہے ہیں لیکن انہیں اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔ فیض کے عقیدت مندوں نے اُن کی جلاوطنی کا تو ایک قومی المیہ بنا دیا ہے لیکن کبھی یہ زحمت نہیں کی کہ فیض صاحب ہی سے پوچھ لیتے۔ زیرِ نظر کتاب میں فیض کے ایک خط کا عکس شائع کیا گیا ہے جو مرغی کے نام ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی "جلاوطنی" کا جواز اس طرح پیش کیا ہے:

ایک غزل کا مقطع ہے:

فیض، نہ ہم یوسف نہ کوئی یعقوب جو ہم کو یاد کرے
اپنا کیا کنعاں میں رہے یا مصر میں جا آباد ہوئے

شاید یہ بات صحیح ہے کہ امید نہیں کہ تم جیسے سب عزیز دوستوں کا یاد کرتے ہوں گے لیکن حالات بہتر سے بہتر ہیں ... سب کچھ ختم ہو گیا ہے ... یہ سب کچھ ... پریشانی ... آخر یہ حالات ہیں کہ اس عالم میں ... جو کچھ دن اور کٹ جائیں ... بیروت کا محاصرہ ... فلسطینیوں سے ... چاروں جانب سے اپنوں پرایوں کا اجماع ... یہاں سے چلے جائیں ... وہ کب کے لوٹ گئے ہوتے۔

فیض صاحب کی ان اشارات کے جذبات واضح ہو جاتی ہے ... "ہوسِ سیر و تماشا" کی خاطر ہے۔ وطن آنے اور یہاں سے جانے سے کبھی کسی نے منع نہیں کیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ... شمار نظموں کا کیا ہو گا جو فیض کی جلاوطنی کے موضوع پر کہی گئی ہیں ... حضرات ... معلوم ہونا چاہئے کہ ... شاعر ... شاعری کا موضوع بنا لیتے ہیں۔

تازہ بہ تازہ - نو بہ نو

امرتسری - امرت کم، سریا زیادہ

حلقہ ارباب ذوق نے گذشتہ دنوں معروف ملی شاعر سیف الدین سیف کے ساتھ شام منانے کا اہتمام کیا۔ اس شام کی صدارت احمد ندیم قاسمی نے کی مقررین میں ایک اور ملی شاعر احمد راہی بھی تھے جنہوں نے سیف صاحب کے بارے میں اظہارِ خیال کرنا تھا۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ امرتسری ہیں۔ پیشکر عطاء الحق قاسمی نے کہا کہ وہی امرتسری جن میں امرت کم اور سریا زیادہ ہوتا ہے۔

ماخذات

ماخذاتِ شعراء و مشاہیر کے موضوع پر انجمن ترقی اردو نے پچھلے سال ایک کتاب شائع کی تھی۔ اب اس کتاب کی دوسری جلد بھی شائع ہو گئی ہے۔ اس کے مؤلف سرفراز علی رضوی ہیں۔ یہ تصنیف ان کی بیس برس کی محنت کا ثمر ہے جس میں احوالِ شعراء و مشاہیر کے ماخذات کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ دوسری جلد حرف "الف" کے شعراء و مشاہیر کے حوالوں پر مشتمل ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب یہ سلسلہ مکمل ہو گا تو ایک طرح کا انسائیکلوپیڈیا ہو گا جس سے تمام ادبی مشاہیر کے حالات معلوم کرنے کے لئے ماخذ کی نشاندہی ہو گی۔

غالب اور عصرِ غالب

ڈاکٹر سید ایوب قادری نے غالب کے تعلق سے مختلف وقتوں میں جو علمی و تحقیقی مقالات تحریر کئے تھے، ان کا ایک مجموعہ شائع ہوا ہے، یہ محمود غضنفر اکیڈمی کراچی شائع کر رہی ہے۔

گذشتہ ہفتے لاہور کے کئی شاعر ہندوستان کا دورہ کر کے واپس لوٹے ہیں۔ اور اسی دورے میں پاکستان کے ایک شاعر جمیل الدین عالی کو "مہاکوی" کا خطاب دیا گیا۔ یہ مہاکوی کا خطاب انہیں بہتر طور پر شاعری پر ہے جو خطاب دینے والے بہتر جانتے ہیں۔ ایک ثقہ روایت کے مطابق یہاں ایک شاعرہ جن میں جناب قتیل شفائی بطور مدعو کے ہونے شریک ہوئے۔

جناب عبدالعزیز خالد کی طویل نعت کتابی صورت میں "عبدہٗ" کے نام سے چھپ گئی ہے ۳۰۰ صفحات کی اس خوبصورت اور طویل نعت کو ریاض مجید نے نعت اکادمی فیصل آباد کی طرف سے شائع کیا ہے۔

احمد فراز کو برطرف کر دیا گیا

کراچی ـــــــ راشد اشرف کی اطلاع کے مطابق پاکستان نیشنل سینٹر کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر شاعر احمد فراز کو ان کے عہدے سے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ایک سرکاری گزٹ میں شائع ہوا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی انہیں بعض الزامات کے تحت ملازمت سے معطل کیا گیا تھا لیکن بعض اعلیٰ افسران نے اپنے اثر و رسوخ کے سبب انہیں ملازمت پر بحال کرا دیا تھا ... تاہم ... گذشتہ دنوں ... بعض ... شاعری میں ... انہوں نے ...

حیدرآباد سے علی سردار جعفری کی واپسی

سندھ کی سرزمین میں شاعر و ادیب کی محبت کی ...

حیدرآباد ـــــــ نمائندہ ترقی پسند بھائی

شاعر علی سردار جعفری نے کہا ہے کہ میں حیدرآباد سندھ پہلی بار آیا ہوں لیکن مجھے اس شہر سے جذباتی وابستگی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہاں کی جیل میں میرے دو بہترین دوست سجاد ظہیر اور فیض احمد فیض برسوں نظر بند رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میری ایک بہن اس سرزمین پر مدفون ہیں۔ وہ گذشتہ شب مقامی اسکول کے احاطے میں مرکزی سرگرمیوں پر منعقدہ ایک ہند مشاعرے کے موقع پر خطاب کر رہے تھے جس کی صدارت سندھ کے سینئر وزیر میر رسول بخش تالپور نے کی۔ انہوں نے کہا کہ سجاد ظہیر اور فیض میرے عشق توں کا دروازہ کھولا کرتے ہیں۔ میرے ملنے میں جو چند چیزیں شامل ہیں ان میں ان کے جیل سے لکھے ہوئے چند خطوط بھی ہیں۔ بعد ازاں انہوں نے مشاعرے کے آخری شاعر کی حیثیت سے اپنا کلام سنایا۔ مشاعرے کا آغاز ایک شب ہوا اور صبح تک شعراء کرام ... سلسلہ جاری رہا۔ احمد فراز اور حبیب جالب نے اپنی سیاسی نظمیں سنائیں بہت سے شعراء حب معمول تشنہ ہی رہتے تھے جب ... نے ... حکمت کی حیثیت میں ایک ... احمد فراز ... اور ... ان سے خفگی کا اظہار کرتے اور ان کا ... رہے۔

ترقی اردو بورڈ کراچی

گذشتہ دنوں حکومت نے مرکزی اردو بورڈ لاہور کے دائرہ کار میں تبدیلی کر کے اسے "ادارہ ترقی سائنسی زبان اردو" کی جو حیثیت دی ہے اسی کے مطابق حکومت نے ترقی اردو بورڈ کراچی کو بھی اسی کی ہیئت میں معمولی تبدیلی کر کے "ڈکشنری بورڈ" کا نام دے دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس فیصلہ کا اطلاق ہو چکا ہے۔

Second printing out now

For the first time there is a book which puts information and interpretation of current affairs at your finger tips..........

For the first time 112 articles written by some of the best Muslim writers and journalists from all parts of the world are brought together in one volume..........

For the first time the Islamic movement has a contemporary 'Reader' (412 pages) which weaves the major issues facing the Ummah into a fascinating pattern of hope, struggle, power, frustration and Revolution..........

For the first time an attempt is made to define the global Islamic movement independent of such inhibitions as nationalism, national 'Islamic' parties, and the nation-States..........

This panorama of Muslim belief, emotion, hope, and struggle is captured in a delightfully produced book..........

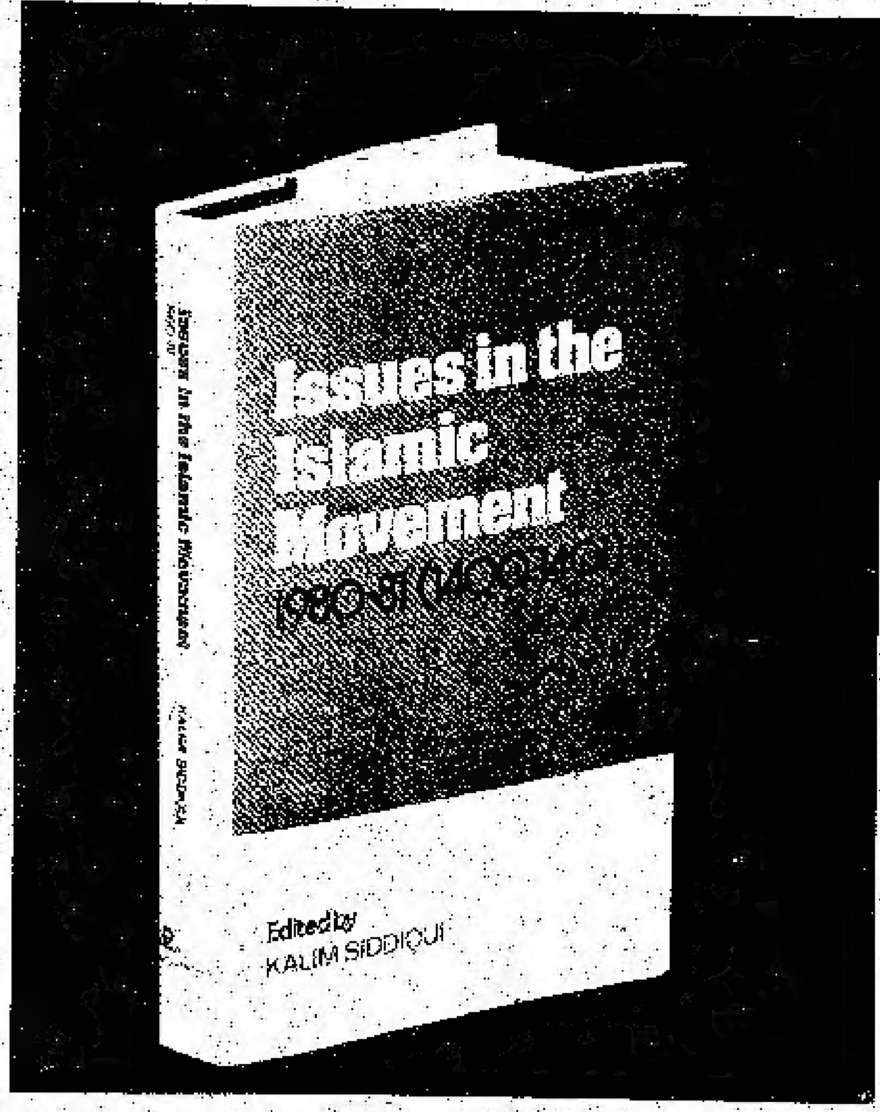

A similar volume will be produced every year to give you, your children and grandchildren an invaluable record of how a 1000 million-strong Ummah picked itself up from the floor of history and set about the task of recreating a new Islamic civilization..........

ISBN 0 905081 10 2 $24.95/UK£13.95 (Hard Back)
ISBN 0 905081 11 2 $10.95/UK£ 5.95 (Paper Back)

Published by
The Open Press Holdings Limited
338 Hollyberry Trail
Willowdale,
Ontario, Canada M2H 2P6 Tel: (416) 493-4374

Also published by
The Open Press Limited
6 Endsleigh Street
London WC1H ODS
Tel: (01) 388-2581

The Open Press Limited
P.O.Box 13142
Laudium 0037
Pretoria, South Africa

To order, please complete the following:
Send me .... copy/copies (Pbk/Hbk) Issues in the Islamic Movement: 1980-81.
Amount enclosed .... Allow 10% for postage and handling.
Name: ....
Address: ....

منیر نیازی

میرے نزدیک انقلابی شاعری بے معنی ہے

گفتگو : طاہر مسعود

مر بھی جاؤں تو مت رونا ایسا ساتھ نہ چھوٹے گا
تیری میری چاہ کا بندھن موت سے بھی نا ٹوٹے گا

س :- آپ نے کئی سال پہلے آپ کو خاصا تندرست اور صحت مند پایا تھا اب سے آپ خاصے مضمحل اور تھکے سے دکھائی دے رہے ہیں کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟

ج :- میں بہت تھک گیا ہوں۔ گزشتہ دنوں مجھے کئی آفات سے گزرنا پڑا، میری والدہ عارضے میں گرفتار ہو گئیں، میں خود بہت بیمار رہا، آپریشن ہوا جس کے اثرات ابھی تک بھی موجود ہیں۔

س :- کیا شاعری نے بھی آپ کی صحت کو متاثر کیا؟

> غیر ادیب
> ادیبوں پر
> غلبہ پاتے
> جا رہے ہیں

منیر نیازی کی ایک غزل

ہجر شب میں اک قرارِ غائبانہ چاہیے
غیب میں اک صورتِ ماہِ شہانہ چاہیے
سن رہے ہیں جس کے چرچے شہر کی خلقت سے ہم
جا کے اک دن اس حسیں کو دیکھ آنا چاہیے
اس طرح آغاز شاید اک حیاتِ نو کا ہو
پچھلی ساری زندگی کو بھول جانا چاہیے
وہ جہاں ہی دوسرا ہے وہ بہت دیر آشنا
اس جہاں میں اس سے ملنے کو زمانہ چاہیے

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

۲۹ سالہ نوجوان پاکستانی ڈاکٹر کیلئے مسلمان پاکستانی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ مزید تفصیلات کیلئے رابطہ قائم کیجئے۔
S. IQBAL c/o AL-HILAL

اچھے پاکستانی خاندان کی ۲۳ سالہ خوبصورت مہذب اور کمپیوٹر کالج سے گریجویٹ لڑکی کیلئے انجینئر، ڈاکٹر، وکیل یا دیگر اچھے عہدے پر مامور لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کی عمر زیادہ سے زیادہ ۳۰ سال اور قد کم از کم ۵-۸ ہونا چاہئے۔ جلد کوائف بمعہ تصویر ارسال کریں
M. SYED.
POST BOX # 5
STATION "A"
MISSISSAUGA
ONT. L5A 2Y9

معزز خاندان کے ۲۵ سالہ مسلم شیعہ تعلیم یافتہ امریکی شہری لڑکے کیلئے ۱۸ تا ۲۳ سالہ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ مزید تفصیلات کیلئے فون کیجئے
MRS. HUSSAIN.
(416) 967-6708

کمپیوٹر فرم میں اچھے عہدے پر فائز ۲۹ سالہ مسلم، خوبرو اور سینئر بی شہریت یافتہ نوجوان کے لئے قبول صورت و خوب سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ امریکن امیگرنٹ لڑکی کو ترجیح دی جائے گی۔ لڑکے کا خاندان کینیڈا میں مقیم ہے۔ تفصیلات کیلئے لکھئے M. S. Ali c/o Al-Hilal

پاکستانی ملبوسات برائے نمائش

شمالی امریکہ میں نمائش کیلئے اعلیٰ معیاری اردو اور پنجابی فلمیں جا بجا ہمارے پاس دستیاب ہیں۔
الیور نیو فلمز
(416) 782-4886

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی پیشگی ادائیگی ضروری ہے۔

جیف ہنٹ عالمی اسکواش سے ریٹائر ہوگیا

میلبورن — (اے پی پی / رائٹر) چار بار کے عالمی اسکواش چیمپئن آسٹریلیا کے جیف ہنٹ نے آج یہاں اعلیٰ سطح کے اسکواش مقابلوں سے اپنی ریٹائرمنٹ کا اعلان کیا۔ ۳۰ سالہ ہنٹ جو کئی سال تک عالمی اسکواش پر چھایا رہا۔ یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ کمر کی مستقل تکلیف سے مجبور ہو کر عالمی اسکواش سے دستبردار ہو رہا ہے۔ اپنی اس تکلیف کے باعث ہنٹ اس سال اپنے برٹش اوپن ٹائٹل کا دفاع نہ کر سکا۔ سابق عالمی اور برٹش اوپن چیمپئن نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ان کی بیماری کے پیش نظر ڈاکٹروں نے اسے اسکواش نہ کھیلنے کا مشورہ دیا ہے۔ ہنٹ نے کہا کہ اس فیصلے کے نتیجے میں اسکواش کے مقابلوں میں حصہ نہ لے سکے گا جس نے اسے ہمیشہ متحرک رکھا۔ اس نے کہا کہ اب وہ آسٹریلیا میں اسکواش کو فروغ دے گا۔ اس سلسلے میں ہنٹ آسٹریلوی جونیئر کھلاڑیوں کو تربیت دینے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے لئے وہ اسکول اسپورٹس پروگرام میں شامل ہو جائے گا۔ لیکن ہنٹ جس نے آسٹریلوی ٹائٹل ۱۷ بار جیتا، کہا کہ اس کھیل میں پاکستانیوں کی بالادستی ختم کرنے کے لئے آسٹریلوی کھلاڑیوں کو ابھی خاصا وقت درکار ہے۔

آیت اللہ خمینی کی صحت بحران کی حد تک

(انھیں سے روزانہ صبح شام خون تبدیل کرتے ہیں)

راولپنڈی — (خصوصی رپورٹ) آیت اللہ خمینی کی صحت بحران کی حد تک خراب ہے اور ان میں ضعف کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ دمشق سے تہران میں متعین ایک نامہ نگار کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ آیت اللہ صبح شام اپنی رہائش گاہ کے صحن میں چہل قدمی کرتے ہیں اور جھروکے سے عوام کو ہاتھ ہلاتے ہیں تاہم چہل قدمی کا دورانیہ کم ہو گیا ہے۔ ان کی بینائی ٹھیک ہے اور اس عمر میں بھی کئی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

سعودی فارمولا منوانے کیلئے امریکہ عربوں پر دباؤ ڈال رہا ہے

لندن (رائٹر) ایران کے انقلابی لیڈر آیت اللہ خمینی نے مشرق وسطیٰ کے بارے میں سعودی عرب کے آٹھ نکاتی منصوبے کی شدید مذمت کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ امریکی حکومت عرب ممالک پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ وہ اس منصوبے کو منظور کر لیں۔ آیت اللہ خمینی نے کہا کہ سعودی ولیعہد شہزادہ فہد نے جو منصوبہ پیش کیا ہے وہ اسلام کے خلاف ہے کیونکہ اس میں اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے منصوبے کو تسلیم کرنے کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے صریح خلاف اس منصوبے کو تسلیم کرنا مسلمانوں اور خاص طور پر عربوں کے لئے نہایت شرمناک ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس منصوبے کے تحت تمام مسلم ممالک یہودیوں کے تسلط میں چلے جائیں گے۔

عراقی ایرویز کی قاہرہ پرواز

عمان — (رائٹر) عراقی ایرویز نے اعلان کیا ہے کہ بغداد اور قاہرہ کے درمیان اس کی پروازیں کل سے شروع ہو جائیں گی۔ بغداد اور قاہرہ کے درمیان عراقی ایرویز کی پروازیں ۱۹۷۹ء میں کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ پر مصر کے دستخط کے بعد بند کر دی گئی تھیں۔ کل سے روزانہ تین پروازیں شروع ہو جائیں گی۔

سلسلہ ہدایت

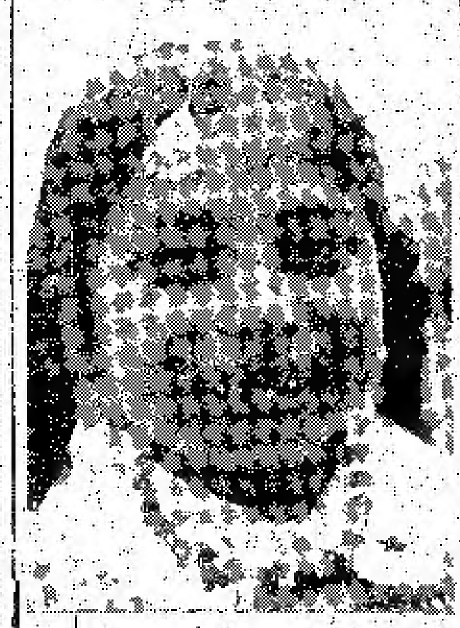

سات سالہ عافیہ فضل جعفری نے قرآن پاک ختم کر لیا ہے۔

نوٹ: جن قارئین کے بچوں نے کلام پاک ختم کر لیا ہے وہ ان کی تصویر مع نام، عمر اور جگہ کی صراحت کے ساتھ "الہلال" میں اشاعت کے لیے بھیج سکتے ہیں۔ اس سلسلہ کا مقصد بچوں میں مذہبی جوش و جذبہ پیدا کرنا ہے۔ (ادارہ)

نارتھ امریکن مسلم فاؤنڈیشن
کرن کرن اجالا

سنہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے کہ ایک درد مند دل نے ہندو پاکستان کے غریب گھروں میں طلباء و طالبات کو اسکالرشپ کی صورت میں مالی امداد بہم پہنچانے کے کام کی ابتدا کی۔

دوست احباب کے دلوں پر دستک دیتے اور جو کچھ بھی رقم جمع ہوتی وہ ان طلباء تک پہنچتی رہی جو اپنی تعلیم مالی مشکلات کی بنا پر جاری نہ رکھ سکتے تھے۔

یہ کام بڑی خاموشی سے اور مستقل مزاجی سے جاری رہا۔ اسلئے کہ یہ علم و اخلاص کی ایک ایسی حوصلہ مند کرن تھی جو آہستہ آہستہ اجالے کی تحریک بنکر پھیل رہی ہے۔ اس تحریک کا نام "نارتھ امریکن مسلم فاؤنڈیشن" ہے۔

مگر اپنی کا کام ہے یہ جنکے حوصلے ہیں زیاد (اقبال)

تن تنہا ابتدا جس حسن و جانفشانی سے ہوئی کتنے ہی دلوں میں خود بھی کچھ کرنے کی سوئی ہوئی امنگ کو بیدار کر گئی۔ یہ صبا کا ایک جھونکا نہیں سات سال کی تگ و دو کا حاصل اور کوشش پیہم کی معراج کا روشن راز ہے۔

کل کا تنہا آغاز آج کی پھیلتی پھولتی تحریک چنانچہ اس تحریک کے رفقاء یعنی فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹرز آپ سے ملینگے تاکہ آپ بھی اس اجالے کے شریک بن جائیں جو علم سے عبارت ہے۔

فاؤنڈیشن کی کارکردگی کمیٹیوں کے سپرد ہے جو امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ میں سرگرم ہیں اس کے علاوہ ہندو پاکستان میں جو کمیٹیاں قائم ہیں ان میں خاص طور سے بزرگ اساتذہ اہل علم و اہل دانش افراد شامل ہیں جو اسکالر شپ پانے والے طلباء کا انتخاب کرتے ہیں چنانچہ اس فاؤنڈیشن کا سالانہ اجلاس

۱۸ اپریل ۸۲ء کو ٹورانٹو میں منعقد ہوا جس میں ٹورانٹو کے علاوہ مختلف شہروں مثلاً ہملٹن، برلنگٹن، برنٹ فورڈ، آٹوا، مانٹریال سے اراکین نے شرکت کی۔

اجلاس کی ابتداء فاؤنڈیشن کے سکریٹری جناب بشیر الدین حسین کی سالانہ رپورٹ سے ہوئی۔ اس کے بعد خزانچی جناب نعیم سید نے مالی رپورٹ پیش کی اور آخر میں فاؤنڈیشن کے صدر جناب محمد کبیر فاروقی نے کہا کہ:

"ہر چند کہ ہماری کمیونٹی میں چندہ اکٹھا کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مسئلہ رہا ہے لیکن الحمد اللہ ہماری جدوجہد اس لحاظ سے نسبتاً موثر ثابت ہو رہی ہے۔ کیونکہ جس کسی سے بھی ہم نے فاؤنڈیشن کے کام کا ذکر کیا تو محض ایک ڈالر فی مہینہ یا بارہ ڈالر سالانہ چندے کی اپیل کی۔ ایک طرف بارہ ڈالر سالانہ کی قلیل رقم دینے والوں پر بار نہیں ہوتی تو دوسری طرف ان کے لئے اس اجر کی بے پایاں عنایات کے در کھولتی ہے جسے ثواب جاریہ کہا جاتا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا!

"مومن کے مرنے کے بعد بھی اس کی کچھ نیکیوں کا ثواب اسے برابر ملتا رہتا ہے۔" آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسی اجتماعی نیکیاں جنہیں ہم صدقہ جاریہ کہتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جبتک لوگ اس کی تعمیر کردہ یا وقف کردہ چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اس کے نامۂ اعمال میں اس کا ثواب برابر لکھا جاتا رہے گا۔

اجلاس کی کاروائی کے اختتامی حصے میں حاضرین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مشوروں سے مستفید فرمایا جو فاؤنڈیشن کے جمہوری طرز عمل کی ایک قابل تقلید مثال ہے۔

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش
(اقبال)

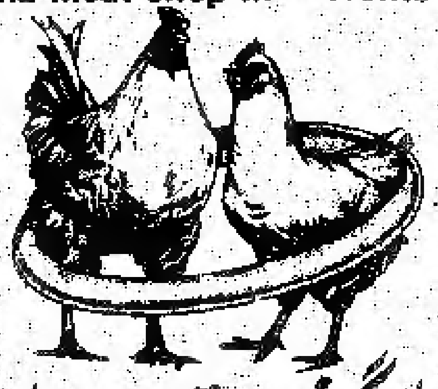

A Zabiha meat shop in Toronto

تازہ حلال گوشت۔ تازہ حلال مرغیاں
ہر قسم کی اعلیٰ گروسری۔ تازہ سبزیاں

SPICE TOWN
2210 DUNDAS STREET WEST
(Near Jami Mosque)
PHONE: (416) 532-8267
(Free Delivery)

Appeal for
DONATIONS FOR A NEW MOSQUE
IN TORONTO

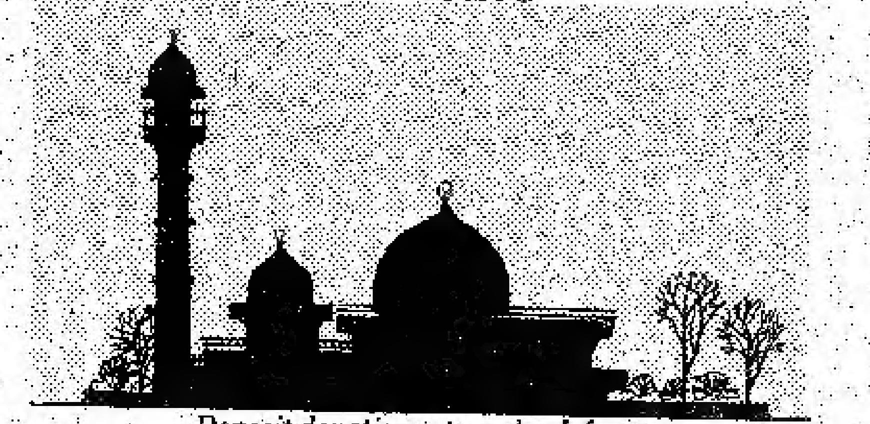

Deposit donations at any bank for:
Islamic Foundation Trust Fund
Account No 48-02918
Bank of Commerce
(Victoria Park/Ellesmere)
or mail directly to:
Islamic Foundation Trust Fund
182 Rhodes Ave.
Toronto, Ont. M4L 3A1
All donations are tax-deductable.

غیر جماعتی بنیاد پر انتخابات انتشار اور تباہی کا سبب بنیں گے: میاں طفیل

بحران کا حل یہی ہے کہ سیاسی جماعتیں بحال کی جائیں اور جداگانہ طرز پر انتخابات کرائے جائیں ورنہ قوم کو متحد رکھنا مشکل ہو جائے گا

افسر شاہی افراتفری پیدا کر کے اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتی ہے

صدر مملکت کو مسلح افواج کا سربراہ ہونا چاہیے، مزید کچھ چاہیے تو قومی رہنماؤں سے بات کریں

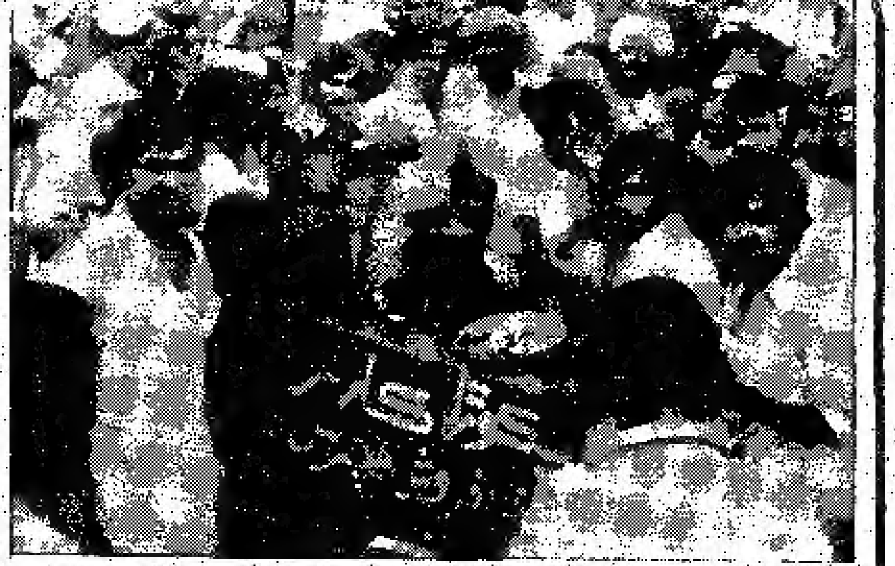

... نے اساتذہ ہڑتال کے دوران پکوڑے فروخت کر رہے ہیں

اساتذہ پکوڑے بیچنے لگے

مجھے سازش کا علم تھا، شریعتمداری

حکام کو مطلع نہ کرنے پر مجھے معاف کر دیا جائے، آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا

پروپیگنڈا کر دیتے

میری جان خطرے میں ہے

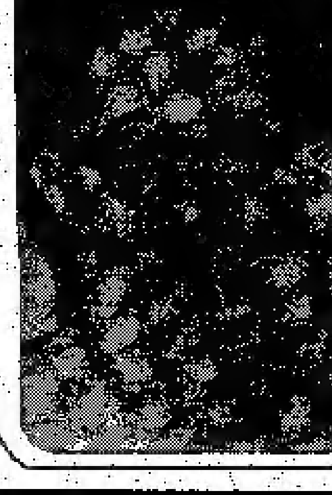

فوج کو اقتدار میں شریک کیا جانا چاہیے: سردار قیوم

ملک کو موجودہ مشکل صورت حال سے نکالنے کا یہی طریقہ ہے

پاکستانی کرکٹ ٹیم کے دورۂ انگلستان کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے

ایسوسی ایٹ منیجر کی بجائے اضافی وکٹ کیپر ٹیم کے ساتھ جائے گا: ایئر مارشل نور خان

بھارت میں اس وقت ایک کتے سے وفاداری ہی نفع بخش چیز ہے

دیانت داری اور اہلیت و صلاحیت گھاٹے کا سودا ہے: چرن سنگھ

روس کی سرحد کے قریب افغانستان میں نیا شہر بسایا جائے گا

آپ دنیا میں کہیں بھی جانا چاہیں تو ہم آپ کے سفر کے بہتر انتظامات کر سکتے ہیں

M&J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 — 960-8475

جیتی جاگتی زندگی: ش فرخ آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

بیٹی سے شکایت، بیٹے کی حمایت

ہماری بڑی بیٹی کی عمر ۳۲ سال ہے اور اُس کے دو بچے ہیں۔ وہ ہمارے گھر سے کچھ فاصلے پر رہتی ہے۔ کچھ عرصے سے میں اُس میں شدید تبدیلی دیکھ رہی ہوں۔ پہلے وہ جب آتی تھی تو میرے پاس بیٹھ کر کافی باتیں کرتی تھی۔ چھوٹے موٹے کام بھی کر جاتی تھی۔ ہم دو بوڑھے میاں بیوی الگ رہتے ہیں۔ چھوٹا بیٹا لندن میں پڑھتا ہے اور صرف چھٹی گزارنے آتا ہے۔ ہمارے دو بچے ہیں۔

اب میری بیٹی کسی کی نہیں سنتی ہے۔ حالانکہ اُس کا شوہر اتنا اچھا ہے۔ ہم جب کبھی علیل ہوتے تو وہ ہمیں گاڑی میں ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہے۔ ہمارا بہت خیال رکھتا ہے۔ اِدھر ہماری بیٹی جو ہمارا اپنا خون ہے اُس کے مزاج درست نہیں رہتے۔ کبھی بچوں کو ڈانٹے گی۔ بھائی سے ملے گی تو اُس پر تنقید کرے گی کہ اتنا لاپروا ہو گیا ہے اتنے پیسے خرچتا ہے۔ حالانکہ وہ بے چارہ بہت محنتی ہے۔

ہم سوچتے ہیں پاکستان چلے جائیں۔ وہاں بہن بھائی ہیں۔ لیکن پھر بچے اکیلے ہو جائیں گے۔ ہمیں یہاں رہتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔

ایک ماں

آپ کا داماد یقیناً بہت اچھا ہوگا۔ شاید آپ نے بھی یہ احساس نہ ہو کہ اُس کی بیوی یعنی آپ کی بیٹی کو کیا پریشانی ہے۔ ممکن ہے اُس سے اپنے میاں کوئی کوتاہی یا کوئی زیادتی ہوگئی ہو جس پر وہ ذہنی طور پر مضطرب ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کی پریشانی کی وجہ آپ ہوں۔ یعنی آپ کا ڈھلتا ہوا بڑھاپے کی بیماریاں۔ وہ اپنے بھائی سے یہ توقع رکھتی ہو کہ وہ جلد بڑھاپے سے لاتعلق ہو کر خود کفیل ہو جائے۔ اگر وہ آپ کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا تو کم از کم اپنے پاؤں پر تو کھڑا ہو۔

ہمارے مشرقی لوگوں کے والدین اس عمر میں بوڑھوں کے پروگراموں میں نہیں رہتے۔ بچوں کی یہ ذمہ داری اجتماعی ہوتی ہے۔ اس لئے بہن کی خواہش ہوگی کہ بھائی ملازم ہو۔ اُس کی شادی ہو اور بہو آپ دونوں کا خیال رکھے۔

اگلی بار وہ گھر آئے اور موقع پاکر اس سے بات ضرور کریں۔ اُسے محبت سے پوچھیں کہ اُسے کوئی پریشانی تو نہیں۔ اُسے یہ بتانے میں بھی حرج نہیں کہ اس کی ہمدردی اور بھائی پر تنقید آپ کو اچھی نہیں لگتی۔ وہ اس کا کوئی جواب پیش کرے گی۔ اُس کے جواب میں ہی آپ کو اُس کے رویے کی اصل وجہ معلوم ہو جائے گی۔

پاکستان کچھ عرصے کے لئے جانے میں حرج نہیں بلکہ اچھا ہے۔ لیکن آپ کو مستقل وہاں نہیں رہنا چاہئے۔ آپ رہ بھی نہیں سکیں گے۔

زندگی اپنے لئے

تین سال قبل میرے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ میں نے چاہا واپس چلی جاؤں لیکن بچوں کی وجہ سے یہیں رہ گئی۔ میرے دونوں بچے یہاں پیدا ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس برطانوی شہریت ہے۔ اس طرح تعلیم وغیرہ میں سہولت رہے گی۔

میں نے ایک جگہ ملازمت کر لی ہے۔ اپنا مکان ہے۔ کچھ رقم شوہر نے چھوڑ رکھی ہے۔ بہر حال مالی پریشانی نہیں ہے۔ مگر میں نے بیوگی کا دکھ بڑی مشکل سے برداشت کیا ہے۔ بچوں کے سامنے روتی بھی نہ تھی کہ وہ پریشان ہوں۔

پچھلے سال میرا بھائی پاکستان سے آیا۔ چند ماہ میرے پاس رہا۔ اس دوران اُس کا ہم عمر ایک دوست بھی آتا رہا۔ دونوں میرا بہت خیال کرتے۔ میرا دل بہلاتے ویسے بھی وہ دونوں موجود ہوتے تو گھر میں رونق رہتی۔

چند ماہ بعد بھائی واپس چلا گیا۔ لیکن اُس کا دوست کبھی کبھار آجاتا۔ میں نے محسوس کیا کہ اُس کے آنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ وہ نہ آئے تو میں انتظار کرتی ہوں۔ وہ پڑھنے کی خاطر یہاں آیا ہوا ہے۔ اکیلا رہتا ہے۔ میرے ہاتھ کا کھانا کھا کر بہت خوش ہوتا ہے۔

اب وہ عنقریب واپس جا رہا ہے۔ وہ نوجوان ہے اُس کی منگنی ہو چکی ہے۔ میں خود غرض نہیں بننا چاہتی لیکن مجھے لگتا ہے وہ چلا گیا تو مجھے غم کے اندھیرے پھر آلیں گے۔

ن۔ ش

آپ کے بھائی کے دوست نے ایک ہی تو مہربانی کی ہے۔ یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ غم کے اندھیروں کے رنگ پکے ہوتے ہیں۔ بیوگی ایک عظیم سانحہ ہے۔ ہر بیوہ شروع شروع میں یہی سوچتی ہے کہ دنیا ختم ہو گئی ہے جانے والا اپنے ساتھ ساری خوشیاں لے گیا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کا پیارا بھائی اور اُس کا دوست آپ کے لئے کتنی خوشیاں، کتنی دلچسپیاں لے کر آئے۔ تمہیں شوہر فوت ہو گئے۔ بھائی کو واپس وطن جانا تھا۔ اب اسے بھی جانا ہے۔ موسم بدلتے ہیں کچھ دیر بعد ہم بدلے ہوئے موسم کے عادی ہو جاتے ہیں۔ یقین کریں آپ پہلے کے اندھیروں میں واپس نہیں جائیں گی۔ برا وقت گزر چکا۔ تھوڑی سی پریشانی ہوگی۔ زندگی پھر طویل راہوں پر چل نکلے گی۔

اپنے شوہر پر آپ کا جذباتی اور اقتصادی انحصار تھا۔ وہ فوت ہو گئے۔ اب اس شخص پر صرف جذباتی انحصار ہے وہ بھی چلا جائے گا۔ بھلا اُس کا چلا جانا کتنا بار ہوگا۔ ہمیں اپنی زندگی اپنے سہارے اپنے لئے گزارنی ہے۔ بچوں کی ذمہ داریاں اپنی جگہ۔ آپ یہ سوچیں کہ آپ کو اپنے لئے جینا ہے۔

وہ مر جائے گی

میری عمر تقریباً ۲۲ سال ہے میں انجینئرنگ کا طالب علم ہوں۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہوں ہمارے بہت سے رشتہ دار ہندوستان میں رہتے ہیں اس لئے ہم گرمیاں گزارنے وہاں چلے جاتے ہیں۔

ہندوستان میں میری ملاقات ایک ہندو لڑکی انیتا سے ہوئی۔ وہ بہت خوبصورت اور نیک سیرت لڑکی ہے۔ جب میں نے اپنے والدین کو اس کے بارے میں بتایا تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم ایک مسلمان طوائف سے تو شادی کر سکتے ہو لیکن ایک ہندو لڑکی کو ہم کبھی اپنی بہو نہیں بنائیں گے۔

میں نے اپنے والدین سے کہا ہے کہ جب وہ ہمارے ماحول میں آئے گی تو از خود مسلمان ہو جائے گی۔ لیکن وہ کسی بات کو نہیں مانتے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اپنے والدین کو چھوڑ دوں۔ لیکن کیا کروں، میں ہی ان کے بڑھاپے کا سہارا ہوں۔

میں نے ابھی تک اس سے یہ نہیں کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ پھر وہ مجھ سے کہے گی کہ تم بھی ہندو ہو جاؤ۔ میرے ماں باپ میرے بغیر زندہ رہ سکتے لیکن وہ میرے بغیر مر جائے گی۔ آپ یہ نہ سوچیں کہ وہ میری دولت حاصل کرنا چاہتی ہے وہ خود ایک امیر گھرانے کی بیٹی ہے۔

حامد خلیل

ابھی تک سارا معاملہ جذبات کے سہارے ہی چل رہا ہے۔ آپ کے والدین جیسے جذباتی ہو رہے ہیں۔ کل آپ اگر یہ کہیں گے کہ جلنے میں آپ کی بات مان لیتا ہوں تمہیں نے انیتا کا خیال دل سے نکال دیا ہے اب آپ میرے ساتھ چلیں۔ بہو بنانے کے لئے کسی طوائف کو ہم کرتے ہیں تو وہ اس وقت بھی آگ بگولا ہو جائیں گے اور آپ کو ہزار صلواتیں سنائیں گے۔

انیتا نے آپ کو ضرور یقین دلایا ہوگا کہ وہ کتنی بے قراری سے گرمی کے موسم کا انتظار کرتی ہے اور اس دن کے لئے گھڑیاں گنتی ہے جب آپ چھٹیاں گزارنے کی خاطر سرحد پار کریں۔ اسی طرح آپ بھی اپنی محبت کا یقین دلانے کے لئے اثر انگیز جملے بولتے ہوں گے لیکن بات اس وقت کھل کر سامنے آئے گی جب آپ کہیں گے چلو انیتا میں اب زیادہ دن انتظار نہیں کر سکتا۔ تمہیں میرے ساتھ پاکستان چلنا ہوگا۔ پھر سنئے گا وہ کیا کہتی ہے کیا وہ آپ کی خاطر اپنا ملک، اپنا مذہب اور اپنے والدین کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوگی؟

اگر واقعی وہ ایسا کر سکتی ہے تو یقین کریں کہ آپ کو اس سے بہتر لڑکی نہیں ملے گی پھر آپ اس سے ضرور شادی کر لیں۔ ماں باپ بعد میں حالات سے سمجھوتہ کر لیں گے۔ اب اگر وہ یہ قربانی تو مجبوری ہو گی۔

میں ہکلاتی ہوں

بچپن میں کچھ ہکلا کر بولتی تھی۔ بڑی ہوئی تو کالج وغیرہ جانے لگی، کچھ علاج کروالیا اور میری یہ تکلیف کافی کم ہو گئی۔

میری شادی کو ایک سال ہوا ہے یہاں آئے ہوئے صرف دو ماہ ہوئے ہیں۔ میرے شوہر مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ان کے بہت احباب دوست ہیں۔ ابھی تک ہماری دعوتیں جاری ہیں لیکن جب میں سب میں بیٹھ کر بلا جھجک بات نہیں کر سکتی تو بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ کہیں میرے میاں اسی وجہ سے مجھے باہر لے جانا نہ چھوڑ دیں۔

آپ کا ملاقاتی ایسی گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ اس کا علاج نہ ہو سکے۔ یہاں اس کے بہت اچھے اور مؤثر علاج موجود ہیں۔ اسپیچ تھراپی (SPEECH THERAPY) سے آپ یقیناً بہت بہتر ہو جائیں گی۔ لیکن اس بات کو ذہن پر سوار کر کے اپنے ذہنی سکون کو برباد نہ کریں۔ جہاں اور بہت سے کام سیکھ رہی ہیں یہ بھی ہو جائے گا۔ سب سے پہلے آپ اپنے شوہر کے دل میں اعتماد پیدا کریں اور پھر اس موضوع پر گفتگو کریں۔ وہ جواب میں آپ کو بتا دیں گے کہ انہیں آج تک کسی دعوت میں یا دوستوں کے سامنے آپ کی وجہ سے کوئی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی۔ یہ محض آپ کے ذہن کی پیداوار ہے۔

ماں، بیٹا اور نانی

چند برس پہلے میری شادی ہوئی۔ میرے شوہر پاکستان کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر تھے وہ جب پی ایچ ڈی کرنے یہاں آئے تھے تو ہم سے ملاقات ہوئی اور ہماری شادی ہو گئی۔ میں چونکہ برطانوی شہری تھی اس لئے ہمارا ارادہ یہیں رہنے کا تھا۔ لیکن میرے میاں کی خواہش تھی کہ واپس جا کر چند سال تک وہاں رہیں گے۔ پھر اگر انہیں مرضی کی کوئی ملازمت مل گئی تو ہم یہاں آجائیں گے۔

لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ابھی ہمیں وہاں گئے ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ وہ ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ وہ المیہ میں نے جیسے برداشت کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ میرے سسرال والے بہت اچھے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ میں وہیں رہ جاؤں۔ بچے کو ورثے میں کافی جائیداد بھی ملی تھی لیکن نانی کا اصرار تھا کہ میں ان کے پاس آجاؤں۔

میرے امی اپنے نواسے کو بہت چاہتی ہیں نانا کا بھی یہی حال ہے ان کی محبت اپنی جگہ لیکن صاحبزادہ میری کوئی بات ہی نہیں سنتا۔ بلکہ اس کی خاطر مجھے ڈانٹ کھانی پڑتی ہے۔ میں نے یہاں ایک ملازمت کر لی ہے۔ میں شام کو واپس آتی ہوں تو اسے پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ سوچتی ہوں اسے لے کر پاکستان چلی جاؤں وہاں کم از کم میری کمزوریاں بھی تو سہے گا۔

(الف۔ د سلطانہ)

بیٹی اب ایسا تمہارا خدا باقی بھی تو نہیں ہے شک سسرال والے اچھے ہوں گے ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھنا اچھا ہے آخر کو وہ آپ کے بچے کے ددھیال والے ہیں ان سے ملنے بھی چلی جایا کریں، لیکن وہاں مستقل طور پر چلا جانا مناسب نہیں ہے، سچ پوچھیں تو شوہر کے بغیر ان کا رشتہ بڑا کچا ہے آپ ان پر کوئی دعوے نہیں کر سکتیں۔

یہ بھی درست کہ آپ کا بیٹا آپ کی ملکیت ہے، لیکن آپ کا احساس ملکیت زیادہ شدید ہو رہا ہے کہ آپ کے بوڑھے والدین کے لئے یہ بچہ دل کا بہلاوا ہے، پھر نانا نانیوں کو نواسے نواسیاں ہمیشہ سے بڑے پیارے ہوتے ہیں بلکہ یہ لوگ اپنی محبت کی سرشاری میں ان کی تربیت کے صفر لاڈ کر بھی کھیل جاتے ہیں جیسا کہ آپ کے خط سے ظاہر ہے آپ ملازمت کی وجہ سے بچے کو بہت کم وقت دیتی ہیں پھر وہ کیا کرے۔ وہ خود کو نانی کے قریب محسوس کرتا ہے اس کا مطلب قطعی یہ نہیں کہ آپ کام کرنا چھوڑ دیں بلکہ یہ کریں کہ چھٹی کے روز اسے اپنے ہمراہ کہیں سیر کو لے جایا کریں آپ کے والدین کو بھی اعتراض نہ ہوگا۔

ملنے کی طرح مجھ سے وہ پل بھر نہیں ملتا
دل اس سے ملا ہے پہ مقدر نہیں ملتا

یہ سوچ کر کہ وہ میری قسمت ہی میں نہیں
اس کی تمنا پھر بھی کئے جا رہے ہیں ہم

بھول جا مجھ کو ٹوٹے ہوئے لمحوں کی طرح
جیسے گلشن میں بہار آ کے چلی جاتی ہے

وطنِ عزیز سے واپس ہوتے ہوئے

(جگر مرحوم سے معذرت کے ساتھ)

ابو بلال

اہلِ وطن نے گر یہ دکھائے
بڑھ گئے افسر بڑھ گئے سائے

ہائے وہ کیونکر گھر کہلائے
روح جہاں تسکین نہ پائے

جانے وہ کہاں سے اُبھرے وہ بادل
حق کے تلے جب نیند نہ آئے

ارضِ وطن ویران ہوئی ہے
آمریت کے سائے سائے

غنچہ وہی غنچہ گرچہ کھلے
خاکِ وطن پر دل چڑھائے

قاتل رہبر، قاتل رہزن
بچھڑا راہی گھر نہ پائے

سوگ مچا ہے کوچے کوچے
کٹا کے گھر گھر کے سائے

حلال گوشت • چوزے
مرغیاں • گروسری
تازہ ترین سبزیاں، اور پاکستان و انڈیا کے مصالحہ جات
ZABEEHA MEAT GROCERY STORE
1536 WARDEN AVENUE SCARBOROUGH, ONT.
TELEPHONE: 445-1272

منتخب افسانہ — خواجہ احمد عباس

صاحب طرز ادیب، ایمان دار فنکار، خواجہ احمد عباس کی کہانی
ایک سردار جی کا قصہ
جسے بھارت میں ضبط ہو گئی تھی۔

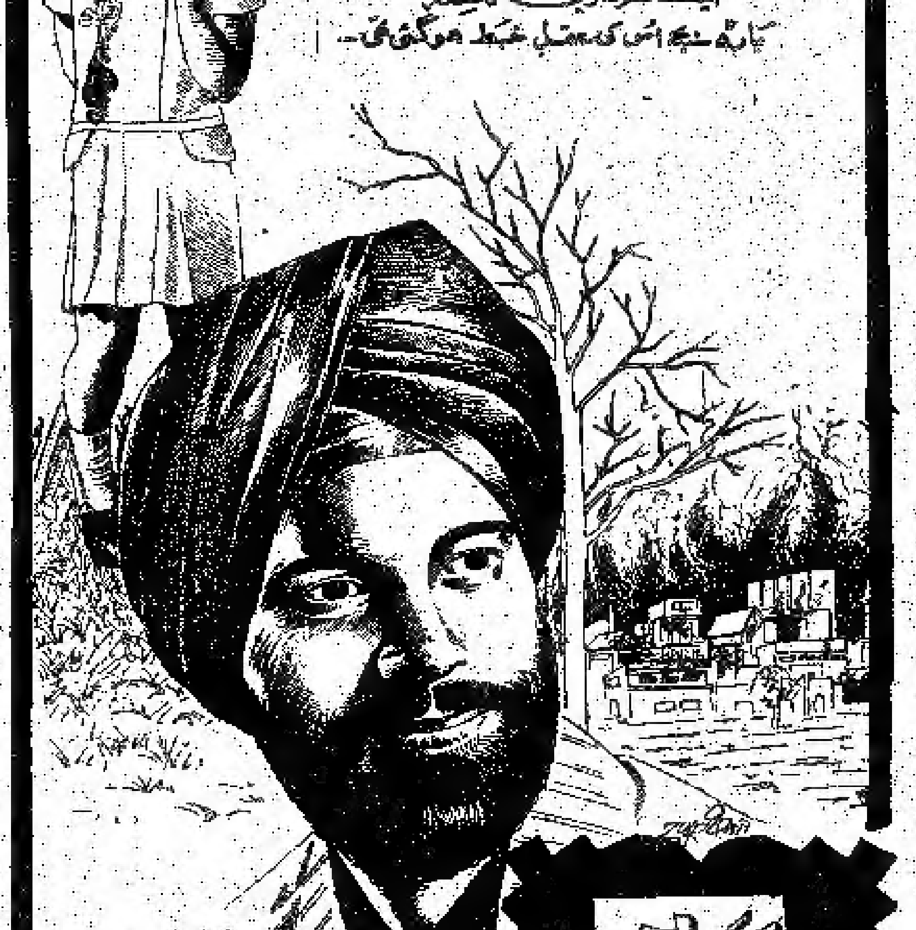

سردار جی

جب دلی اور نئی دلی میں فرقہ وارانہ قتل و غارت کا بازار گرم اور مسلمان کا خون سستا ہو گیا تو میں نے سوچا۔ واہ ری قسمت۔ پڑوسی بھی ملا تو سکھ جو حسب عادت ایکاکر نا اور جان بچانا تو کجا، نہ جانے کب کرپان بھونک دے۔ بات یہ ہے کہ میں سکھوں سے کبھی ڈرتا تھا ہوں کافی نفرت کرتا ہوں اور ان کو عجیب الخلقت قسم کے جانور سمجھتا ہوں۔ آج سے نہیں بچپن سے

ڈر تو سکھوں سے بھی لگتا تھا اور انگریزوں سے ان سے بھی زیادہ مگر سکھوں سے جو ڈر لگتا تھا وہ حقارت آمیز تھا۔ کتنے عجیب الخلقت تھے یہ سکھ جو مرد ہو کر بھی سر کے بال عورتوں کی طرح لمبے رکھتے تھے

سکھوں کا سب سے بڑا قصور یہ تھا کہ یہ لوگ "انگریزی" بد تمیزی اور بزدار معاملے میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اب دنیا جانتی ہے کہ ایک اکیلا مسلمان دس ہندوؤں یا سکھوں پر بھاری ہوتا ہے مگر پھر بھی یہ سکھ مسلمان کے رعب کو نہیں مانتے تھے۔ کرپانیں لٹکائے اکڑ اکڑ کر مونچھوں پر بلکہ داڑھی پر بھی تاؤ دیتے چلتے تھے۔ غلام رسول اکثر کہتا۔ ان کی ہیکڑی ایک دن ہم ایسی نکالیں گے کہ خالصہ جی یاد ہی تو کریں گے۔

کالج چھوڑے کتنے ہی سال گزر گئے۔ طالب علم سے میں کلرک اور کلرک سے ہیڈ کلرک بن گیا۔ علی گڑھ کا ہوسٹل چھوڑ کر نئی دلی میں ایک سرکاری کوارٹر میں رہنا اختیار کر لیا۔ شادی ہو گئی بچے ہو گئے۔ مگر کتنی ہی مدت کے بعد مجھے غلام رسول کا وہ کہنا یاد آیا جب ایک سردار صاحب میرے برابر کے کوارٹر میں رہنے کو آئے۔ یہ راولپنڈی سے بدلی کرا کر آئے تھے۔ کیونکہ راولپنڈی کے ضلع میں غلام رسول کی پیشن گوئی کے بموجب سرداروں کی ہیکڑی اچھی طرح سے نکالی گئی تھی۔ مجاہدین نے ان کا صفایا کر دیا تھا۔ بڑے سورما بنتے تھے۔ کرپانیں لئے پھرتے تھے۔ بہادر مسلمانوں کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔

ہمارے پڑوسی سردار جی کی عمر کوئی ساٹھ برس کی ہو گی۔ داڑھی بالکل سفید ہو چکی تھی۔ حالانکہ موت کے منہ سے بچ کر آئے تھے مگر یہ حضرت ہر وقت دانت نکالے ہنستے رہتے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دراصل کتنے بیوقوف اور بے حس ہیں۔ شروع شروع میں انہوں نے مجھے اپنی دوستی کے جال میں پھنسانا چاہا۔ آتے جاتے زبردستی باتیں کرنا شروع کر دیں نہ جانے سکھوں کا کونسا تہوار تھا۔ اسی دن پرشاد کی مٹھائی بھی بھیجی (جو میری بیوی نے فوراً مہترانی کو دے دی) پر میں نے زیادہ منہ نہ لگایا۔ کوئی بات ہوئی سوکھا سا جواب دے دیا اور بس۔ میں جانتا تھا کہ سیدھے منہ دو چار باتیں کر لیں تو یہ پیچھے ہی پڑ جائیں گے۔ آج باتیں تو کل گالم گلوچ۔ گالیاں تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سکھوں کی دال روٹی ہے۔ کون اپنی زبان گندی کرے ایسے لوگوں سے تعلقات بڑھا کر۔

مجھے سب سے زیادہ فکر بچوں کی طرف سے تھا۔ اول تو کسی سکھ کا اعتبار نہیں کب بچے ہی کے گلے پر کرپان چلا دے۔ پھر یہ لوگ راولپنڈی سے آئے تھے۔ ضرور دل میں مسلمانوں کے لئے کینہ رکھتے ہوں گے۔ اور انتقام لینے کی تاک میں ہوں گے۔ میں نے بیوی کو تاکید کر دی تھی کہ بچے ہرگز سردار جی کے کوارٹر کی طرف نہ جانے دیئے جائیں۔ پر بچے تو پھر بچے ہوتے ہیں۔ چند روز بعد میں نے دیکھا کہ سردار جی کی چھوٹی لڑکی موہنی اور ان کے پوتوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ یہ بچی جس کی عمر مشکل سے دس برس کی ہو گی سچ مچ موہنی ہی تھی۔ گوری چٹی، اچھا ناک نقشہ، بڑی خوبصورت۔ کمبختوں کی عورتیں کافی خوبصورت ہوتی ہیں۔ مجھے یاد آیا کہ غلام رسول کہا کرتا تھا کہ اگر پنجاب سے سکھ مرد چلے جائیں اور اپنی عورتوں کو چھوڑ جائیں تو پھر حوروں کی تلاش میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں تو جب میں نے بچوں کو سردار جی کے بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو میں ان کو گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا اور خوب پٹائی کی۔ پھر میرے سامنے کم سے کم ان کی ہمت نہ ہوئی کہ ادھر کا رخ کریں۔

بہت جلد سکھوں کی اصلیت پوری طرح ظاہر ہو گئی۔ راولپنڈی سے تو ڈرپوک کی طرح پٹ کر بھاگ آئے تھے۔ پر مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو اقلیت میں پا کر ان پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو جام شہادت پینا پڑا۔ اسلامی خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ ہزاروں عورتوں کو برہنہ کر کے جلوس نکالا گیا۔ جب سے مغربی پنجاب سے بھاگے ہوئے سکھ اتنی بڑی تعداد میں دلی میں آنے شروع ہوئے تھے۔ اس وبا کا یہاں تک پہنچنا یقینی ہو گیا تھا۔ میرے پاکستان جانے میں ابھی چند ہفتوں کی دیر تھی۔ اس لئے میں نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ اپنے بیوی بچوں کو تو ہوائی جہاز سے کراچی بھیج دیا اور خود خدا پر بھروسہ کر کے ٹھہر رہا۔ ہوائی جہاز میں سامان تو زیادہ نہیں جا سکتا تھا اس لئے میں نے ایک پوری ویگن بک کرا لی مگر جس دن سامان چڑھانے والے تھے اسی دن سنا کہ پاکستان جانے والی گاڑیوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس لئے سامان گھر میں ہی پڑا رہا۔

ایک دن صبح کو خبر آئی کہ دہلی میں قتل عام شروع ہو گیا۔ قرول باغ میں مسلمانوں کے سینکڑوں گھر پھونک دیئے گئے۔ چاندنی چوک میں مسلمانوں کی دکانیں لٹ گئیں اور ہزاروں کا صفایا ہو گیا۔ یہ تھا کانگریس کے ہندو راج کا نمونہ۔ خیر میں نے سوچا نئی دلی تو مدت سے انگریزوں کا شہر رہا ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن یہاں ہیں۔ کمانڈر انچیف یہاں رہتا ہے۔ کم سے کم یہاں تو مسلمانوں کے ساتھ ایسا ظلم نہ ہونے دیں گے۔ یہ سوچ کر میں دفتر کی طرف چلا۔ کیونکہ اس دن مجھے پراویڈنٹ فنڈ کا حساب کرنا تھا اور دراصل اسی لئے میں نے پاکستان جانے میں دیر کی تھی۔ ابھی گول مارکیٹ کے پاس ہی پہنچا تھا کہ دفتر کا ایک ہندو بابو ملا۔ اس نے کہا "یہ کیا کر رہے ہو۔ جاؤ واپس جاؤ۔ باہر نکلنا خطرناک ہے۔ کناٹ پلیس میں بلوائی مسلمانوں کو مار رہے ہیں" میں واپس بھاگ آیا۔

اپنے اسکوائر میں پہنچا ہی تھا کہ سردار جی سے مڈبھیڑ ہو گئی کہنے لگے۔ "شیخ جی! فکر نہ کرنا جب تک ہم سلامت ہیں تمہیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا" میں نے سوچا اس کی داڑھی کے پیچھے کتنا مکر چھپا ہوا ہے۔ دل میں تو خوش ہے چلو اچھا ہوا مسلمانوں کا صفایا ہو رہا ہے..... مگر زبانی ہمدردی جتا کر احسان کر رہا ہے بلکہ شاید مجھے چڑانے کے لئے یہ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ سارے اسکوائر بلکہ اس تمام سڑک پر میں تنہا مسلمان تھا۔

اب میں گھر میں بالکل اکیلا رہ گیا تھا۔ ڈرائنگ روم میں میری بیوی اور بچوں کی تصویریں خاموشی سے مجھے گھور رہی تھیں۔ یہ سوچ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اب ان سے کبھی ملاقات ہو گی بھی یا نہیں۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے اطمینان بھی ہوا کہ کم سے کم وہ تو خیریت سے پاکستان پہنچ گئے تھے۔ کاش میں نے پراویڈنٹ فنڈ کا لالچ نہ کیا ہوتا اور پہلے ہی چلا گیا ہوتا پر اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے.....

"ست سری اکال" ..... "ہر ہر مہادیو"

دور سے آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ یہ بلوائی تھے۔ یہ میری موت کے ہرکارے تھے۔ میں نے زخمی ہرن کی طرح ادھر ادھر دیکھا جو گولی کھا چکا ہو اور جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوں۔ بھاگنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ کوارٹر کے کواڑ پتلی لکڑی کے تھے اور ان میں شیشے لگے ہوئے تھے۔ اگر میں بند ہو کر بیٹھ بھی رہا تو وحشی بلوائی کواڑ توڑ کر آسانی سے اندر آ سکتے تھے۔ "ست سری اکال" "ہر ہر مہادیو"

آوازیں اور قریب آ رہی تھیں۔ میری موت قریب آ رہی تھی۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ سردار جی داخل ہوئے "شیخ جی۔ تم ہمارے کوارٹر میں آ جاؤ۔ جلدی کرو۔" بغیر سوچے سمجھے میں لپک کر سردار جی کے برآمدے کی چقوں کے پیچھے تھا۔ موت کی گولی سن سے میرے سر پر سے گزر گئی۔ کیونکہ میں وہاں داخل ہی ہوا تھا کہ ایک ملٹری ٹرک رکی اور اس میں سے دس پندرہ نوجوان اترے۔ ان کے لیڈر کے ہاتھ میں ایک ٹائپ کی ہوئی فہرست تھی۔ کوارٹر نمبر ۸۔ شیخ برہان الدین۔ اس نے کاغذ پر نظر ڈالتے ہوئے حکم دیا۔ اور یہ غول کا غول میرے کوارٹر پر ٹوٹ پڑا۔ میری گرہستی کی دنیا میری آنکھوں کے سامنے اجڑ گئی۔ لٹ گئی۔ کرسیاں، میزیں، صندوق، کتابیں، تصویریں، دریاں، قالین یہاں تک کہ میلے کپڑے ہر چیز لاری پر پہنچا دی گئی۔

ڈاکو!

لٹیرے!!

قزاق!!!

اور یہ سردار جی جو بظاہر ہمدردی جتا کر مجھے یہاں لے آئے تھے۔ یہ کون سے کم ٹھیرے تھے۔ باہر جا کر بلوائیوں سے کہنے لگے "ٹھہرئیے صاحب! اس گھر پر ہمارا حق زیادہ ہے ہمیں بھی اس لوٹ میں سے حصہ ملنا چاہئے اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو اشارہ کیا اور وہ بھی لوٹ میں شامل ہو گئے۔ کوئی میری پتلون اٹھائے چلا آ رہا ہے۔ کوئی سوٹ کیس۔ کوئی میری بیوی اور بچوں کی تصویریں بھی لا رہا تھا۔ اور یہ سب مال غنیمت سیدھا اندر کے کمرے میں جا رہا تھا۔

اچھا رے سردار زندہ رہا تو تجھ سے بھی سمجھ لوں گا۔ پر اس وقت تو میں چوں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ فسادی جو سب کے سب مسلح تھے مجھ سے چند گز کے فاصلے پر تھے۔ اگر انہیں کہیں معلوم ہو گیا کہ میں یہاں ہوں.....

"اوئے اندر آ ؤ جی تسی"

دفعتاً میں نے دیکھا کہ سردار جی ہاتھ میں ننگی کرپان لئے مجھے اندر بلا رہے ہیں۔ میں نے اس داڑھی والے چہرے کو دیکھا جو لوٹ مار کی بھاگ دوڑ سے اور بھی خوفناک ہو گیا تھا اور پھر کرپان کو جس کی چمکیلی دھار مجھے دعوت موت دے رہی تھی۔ بحث کا موقعہ نہیں تھا۔ اگر میں کچھ بھی بولا اور بلوائیوں نے سن لیا تو ایک گولی میرے سینے کے پار ہو گی۔ کرپان اور بندوق میں سے ایک کو پسند کرنا تھا۔ میں نے سوچا ان دس بندوق باز بلوائیوں سے کرپان والا بڈھا بہتر ہے۔ میں کمرے میں چلا گیا۔ جھجکتا ہوا۔ خاموش۔

"ایتھے نہیں جی اوس اندر آؤ"

میں اور اندر کے کمرے میں چلا گیا جیسے بکرا قصائی کے ساتھ ذبح خانے میں داخل ہوتا ہے۔ میری آنکھیں کرپان کی دھار سے چندھیا جا رہی تھیں۔

"یہ لو جی اپنی چیزیں سنبھال لو" یہ کہہ کر سردار جی نے وہ تمام سامان میرے سامنے رکھ دیا جو انہوں نے اور ان کے بچوں نے بظاہر لوٹ میں حاصل کیا تھا۔ سردارنی بولیں "بیٹا ہم تو تیرا کچھ بھی سامان نہ بچا سکے" میں کوئی جواب نہ دے سکا۔

اتنے میں باہر سے کچھ اونچی آوازیں سنائی دیں۔ بلوائی میری لوہے کی الماری کو باہر نکال رہے تھے اور اس کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ "اس کی چابیاں مل جاتیں تو سب معاملہ آسان ہو جاتا" "چابیاں تو اس کی پاکستان میں ملیں گی۔ بھاگ گیا نا ڈرپوک کہیں کا۔ مسلمان کا بچہ تھا تو مقابلہ کرتا" ننھی منی میری بیوی کی چند ریشمی قمیضیں اور غرارے نہ جانے کس سے چھین کر لا رہی تھی کہ اس نے یہ سنا۔ بولی "تم بڑے بہادر ہو! شیخ جی ڈرپوک کیوں ہونے لگے۔ وہ تو کوئی بھی پاکستان نہیں گئے"

"نہیں گیا تو یہاں سے کہیں منہ کالا کر گیا"

"منہ کالا کیوں کرتے۔ وہ تو ہمارے ہاں....."

میرے دل کی حرکت ایک لمحے کے لئے بند ہو گئی۔ بچی نے غلطی کا احساس کرتے ہی خاموش ہو گئی مگر بلوائیوں کے لئے یہی کافی تھا۔ سردار جی پر جیسے خون سوار ہو گیا انہوں نے مجھے اندر کے کمرے میں بند کر کے کنڈی لگا دی۔ اپنے بیٹے کے ہاتھ میں کرپان دی اور خود باہر نکل گئے۔ باہر کیا ہوا یہ مجھے ٹھیک طرح معلوم نہ ہوا۔ تھپڑوں کی آواز۔ پھر موہنی کے رونے کی آواز۔ اور اس کے بعد سردار جی کی اونچی آواز، پنجابی گالیاں۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کسے گالیاں دے رہے ہیں اور کیوں۔ چاروں طرف سے بند تھا۔ اس سے ٹھیک نظر نہیں دیتا تھا۔

اور پھر..... گولی چلنے کی آواز..... سردار جی کی چیخ۔ لاری سوار ہونے کی گڑگڑاہٹ اور پھر تمام اسکوائر پر جیسے سناٹا چھا گیا۔ جب مجھے کمرے کی قید سے نکالا گیا تو سردار جی پلنگ پر پڑے تھے اور ان کے سینے کے قریب سفید قمیض خون سے سرخ ہو رہی تھی۔ ان کا لڑکا ہمسائے کے گھر سے ڈاکٹر کو ٹیلیفون کر رہا تھا۔

"سردار جی! یہ تم نے کیا کیا؟" میری زبان سے نہ جانے یہ الفاظ کیسے نکلے۔ میں مبہوت تھا۔ میری برسوں کی دنیا۔ خیالات، محسوسات، تعصبات کی دنیا کھنڈر ہو گئی تھی۔

"سردار جی! یہ تم نے کیا کیا؟"

"مجھے قرضہ اتارنا تھا بیٹا"

"قرضہ؟"

"ہاں! راولپنڈی میں تمہارے ہی جیسے ایک مسلمان نے اپنی جان دے کر میری اور میرے گھر والوں کی جان اور آبرو بچائی تھی"

"اپنی جان دے کر؟ میرے جیسے مسلمان نوجوان نے؟"

"کیا نام تھا اس کا سردار جی؟"

"غلام رسول"

"غلام رسول" اور مجھے ایسے معلوم ہوا جیسے میرے ساتھ قسمت نے دھوکا کیا ہو۔ دیوار پر لٹکے ہوئے گھنٹے نے بارہ بجانے شروع کئے ایک..... دو..... تین..... چار..... پانچ۔ سردار جی کی نگاہیں گھنٹے کی طرف پھر گئیں جیسے مسکرا رہے ہوں۔ اور مجھے اپنے دادا یاد آ گئے۔ جن کی کئی فٹ لمبی داڑھی تھی۔ سردار جی کی شکل ان سے کتنی ملتی تھی۔ چھ..... سات..... آٹھ..... نو.....

جیسے وہ ہنس رہے ہوں۔ ان کی سفید داڑھی اور کھلے ہوئے بالوں نے چہرے کے گرد ایک نورانی ہالہ سا بنایا ہوا تھا۔ دس..... گیارہ..... بارہ جیسے وہ کہہ رہے ہوں "جی اسان دے ہاں تو ہمیشہ گھنٹے بارہ بجے رہتے ہیں"

پھر وہ نگاہیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔ اور میرے کانوں میں غلام رسول کی آواز دور سے بہت دور سے آئی۔ "میں کہتا تھا کہ بارہ بجے اور سکھوں کی عقل غائب ہو جاتی ہے اور یہ کوئی نہ کوئی حماقت کر بیٹھتے ہیں۔ اب ان سردار جی ہی کو دیکھو نا ایک مسلمان کی خاطر اپنی جان دے دی؟"

پر یہ سردار جی نہیں مرے تھے میں مرا تھا، چھوٹا میں!

(416) 475-0149 G.A. (Rab) RABBANI

CTM CANADA LIMITED

WILL INSTALL AND SERVICE ALL TYPES OF PERIPHERALS!

- disc drives
- tape drives
- card punches
- card readers
- CPU's
- micros
- Printers
- terminals

Well qualified technical support is available.
We offer a wide range of service options.
For prompt and proper service call (416) 475-0149.

CTM CANADA LIMITED
920 Denison Street, Unit 5 · Markham, Ontario L3R 3K5

fortnightly
al-Hilal
Vol.11 No.5 50 ¢
May 25, 1982
Phone: 424-1989, 493-4374
338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6

صدر، وزیراعظم، وزیر دفاع اور تینوں مسلح افواج کے سربراہوں پر مشتمل کونسل نازک واہم مسائل پر فیصلے کرے گی

آئندہ نظام میں اعلیٰ کمان کونسل بھی شامل ہونی چاہیئے صدر ضیا

نظریاتی مملکت میں فوج کا کردار لازمی ہے، دستور میں صدر اور وزیراعظم کے اختیارات میں توازن ہوتا تو صدر ملک کو ۱۹۷۷ء کے بحران سے نکال سکتا تھا

مثبت نتائج کا یقین ہونے پر ہی انتخابات کرائے جائیں گے

نئے صوبے قائم نہیں کئے جا سکتے، نظم و انتظامیہ کو بہتر بنایا جائیگا

نئے انتظامی یونٹوں کا قیام کا مقصد مقامی مسائل مقامی طور پر حل کرنا ہے

امیدواروں کو انتخابی مہم کی اجازت نہیں ہوگی، ریڈیو اور ٹی وی سے خطاب کر سکیں گے

[illegible]

پاکستان میں عام انتخابات مغربی طرز پر نہیں ہونے چاہئیں

انتخابات میں حصہ لینے کیلئے امیدواروں کی اہلیت کو بنیاد بنایا جائے، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش

[illegible]

طلبہ کی گرفتاری کے خلاف پنجاب میں کلاسوں کا بائیکاٹ

[illegible]

۳۴ طلبہ رہا کر دیئے گئے: ہمارے حوصلے بلند ہیں: شبیر احمد

جنگ لاہور اور طلبہ کے درمیان مذاکرات

[illegible]

حکومت معاملات کو انتہا پسندوں کے ہاتھ میں جانے سے روکے: فاروق دودی

سرکاری مشنری نے معمولی سے واقعہ کو اسکینڈل بنا کر جس طرح قومی پریس میں پیش کرایا اس پر طلبہ کا ردعمل فطری تھا

کراچی کے طلبہ بھی یوم سیاہ منائیں گے

شبیر احمد کی اپیل کی حمایت

[illegible]

ملک میں افراتفری پھیلانے کی کوشش کرنیوالوں کا سراغ لگایا جائے

[illegible]

بڑودہ، امرتسر اور شیر اتھوں میں کرفیو لگا دیا گیا

[illegible]

پورے پنجاب میں اساتذہ کی ہڑتال جاری ہے

[illegible]

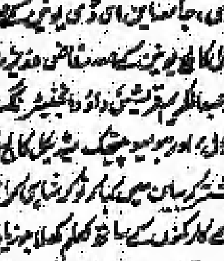

آغا شاہی کو جامعہ کراچی میں وزیٹنگ پروفیسر مقرر کیا جائیگا

[illegible]

غفار خان کو اسپتال میں داخل کر دیا گیا

[illegible]

بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان

پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو کینیڈا

سالانہ زر خریداری برائے "الہلال": ستّرہ ڈالر

سالانہ زر خریداری برائے "کریسنٹ": ستّرہ ڈالر

سالانہ زر خریداری برائے "الہلال و کریسنٹ": اٹھائیس ڈالر

کوپن خریداری

Name ....

Address ....

....

....

Postal Code.................... Telephone ....

زر خریداری کا چیک "کریسنٹ" کے نام بھیجئے اور ذیل کے پتہ پر بھیجئے

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario
Canada M2H 2P6

اگر آپ اسلامی تحریک کا بین الاقوامی ترجمان "کریسنٹ" (انگریزی) بطور نمونہ حاصل کرنا چاہیں تو یہاں نشان لگائیے ☐